Regd No E.P. 67

رجسٹرڈ نمبر ای پی ۶۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی ۳-۵۰
ممالک غیر ۷-۵۰
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۶ | ۳۰ صلح ۱۳۳۷ھش ۹ رجب ۱۳۷۷ھ ۳۰ جنوری ۱۹۵۸ء | نمبر ۵

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۸ جنوری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت سے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی عام طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے الحمدللہ دوری ہے۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۲۳ جنوری۔ بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کا ماہانہ تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔

۲۸ جنوری۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل وعیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں الحمدللہ۔

۲۹ جنوری آج صبح آٹھ بجے کی گاڑی سے حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی کی اہلیہ محترمہ پاکستان واپس تشریف لے گئیں۔ آپ پاکستانی پاسپورٹ پر یہاں تشریف لائی تھیں۔

حضرت بھائی جی کی طبیعت ابھی کمزور ہے۔ اس لئے احباب جماعت آپ کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس قابل قدر وجود کو دیر تک ہم میں سلامت رکھے آمین۔

قادیان میں جشن جمہوریت کی تقریب نہایت خوش اسلوبی سے منائی گئی

جماعت احمدیہ کے کثیر افراد کی شرکت اور احمدی نمائندگان کی تقاریر

قادیان ۲۶ جنوری۔ جمہوریت ہند کا آٹھواں جشن قادیان میں دو جگہ پر نہایت خوش اسلوبی سے منایا گیا۔ ہر دو مقامات میں جماعت احمدیہ کے کثیر افراد نے شرکت کی۔ ایک جگہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اور دوسری جگہ مکرم ملک صلاح الدین صاحب نے جمہوریت کے متعلق اپنے جذبات خیالات کا اظہار کیا۔ اور بعد دوپہر اس دن کی خوشی میں جماعت کے نوجوانوں نے مختلف ورزشی مقابلوں میں حصہ لیا۔ اور رات کے وقت احمدیہ ماڈل سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کی طرف سے اس تقریب کے متعلق علمی تقاریر کا ایک پروگرام عمل میں لایا گیا۔

نظارت امور عامہ کی ہدایت کے مطابق لوکل انجمن احمدیہ کے زیر اہتمام تمام درویشان ۸½ بجے صبح مہمان خانہ میں جمع ہوگئے۔ اور اپنے روایتی ڈسپلن اور تنظیم کے مطابق ترنگا جھنڈا لہراتے۔ مختلف ستھرے نعرے بلند آواز سے لگاتے ہوئے ایک جلوس کی صورت میں غلہ منڈی میں پہنچے۔ جہاں منڈل کانگریس کی طرف سے جشن جمہوریت کی تقریب کے انعقاد کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جھنڈا لہرانے کی رسم جناب سردار گوربچن سنگھ صاحب باجوہ ایم۔ ایل۔ اے نے ادا کی۔ اور مقامی پولیس اور این۔ سی۔ سی کے نوجوانوں نے جھنڈے کو سلامی دی۔ مختلف گیتوں کے علاوہ گیانی عبداللطیف صاحب اور عزیز بشیر احمد نے قومی جھنڈے اور وطن کے متعلق پنجابی اور ہندی میں نظمیں سنائیں۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی تقریر

حسب پروگرام محترم صاحبزادہ صاحب نے پُرمغز تقریر فرماتے ہوئے بھارت واسیوں کو باہم محبت۔ اتفاق اور اتحاد کے ساتھ رہنے اور مل جل کر اپنے ملک کو شاہراہ ترقی کی طرف لے جانے کی تلقین کی۔ آپ نے فرمایا کہ آزادی ملنے کے بعد ہمارے ملک نے باوجود کئی قسم کی مشکلات کے کافی ترقی کی ہے۔ اور ابھی ہمیں اور آگے بڑھنا ہے اور ملکی ترقی کے دوسرے پنج سالہ پروگرام کو کامیاب بنانا ہے۔ آپ نے بھارت کی پراچین ترقی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ آج سے ہزاروں سال پہلے دنیا کے کونوں سے لوگ علم وہنر سیکھنے کے لئے ہمارے ملک کا قصد کرتے تھے اس لئے بھارت واسیوں

...کا فرض ہے کہ اپنی اس کھوئی ہوئی شہرت و عظمت کو پھر حاصل کریں۔ جو بہر صورت کامل اتحاد و اتفاق اور مسلسل محنت اور قربانی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ آپ نے کہا وہ شخص بڑا ہی سمجھدار ہے جو اپنے مذہب کو قوم اور ملک کی ترقی میں روک نہیں سمجھتا۔ اس موقعہ پر آپ نے اس بات کی وضاحت کی کہ ہندوستانی احمدی اپنے ملک بھارت کی فلاح وبہبود اور ترقی میں حصہ لینا اپنا جزو ایمان (باقی صفحہ ۱۲ پر)

حضرت امام جماعت احمدیہ کی تقریر کی نسبت بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

اخبار "ریاست دہلی" کا قابل ستائش اقدام

ذیل میں مؤقر اخبار ریاست دہلی کی اشاعت بابت ۲۰ جنوری میں مندرجہ نوٹ بعنوان "جماعت احمدیہ کے پیشوا اور مسئلہ کشمیر" بجنسہٖ درج کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ اس نوٹ سے اُن غلط فہمیوں کا بخوبی ازالہ ہو جاتا ہے جو حال ہی میں بعض اخبارات کی طرف سے حضرت امام جماعت احمدیہ کی ایک تقریر کی نسبت پیدا کی گئی تھیں۔ اس موقعہ پر ہم اخبار ریاست کے اس قابل ستائش اقدام کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو انہوں نے محترم ناظر صاحب دعوت وتبلیغ کے خط کو اپنے مؤقر پرچہ میں درج کر کے اپنی فیاضی اور انصاف پسندی کا ثبوت دیا ہے۔ نہ صرف "ریاست" بلکہ ہر اُس جریدہ سے اسی طریق انصاف کی امید کی جانی چاہیئے جو حق وصداقت کی تائید اور مظالم کے خلاف آواز اٹھانا اپنا فرض خیال کرتا ہے۔ (ایڈیٹر)

"درسفتہ ہوئے "ریاست" کے ایک نوٹ میں جماعت احمدیہ کے پیشوا کی اُس تقریر پر تنقید کی گئی تھی۔ جو پاکستان کے بعض اخبارات میں شائع ہوئی۔ اور جس میں بیان کیا گیا تھا کہ آپ نے مسئلہ کشمیر اور قادیان کے متعلق کچھ ایسے الفاظ کہے جو ہندوستان کے محب الوطن حلقے برداشت نہیں کر سکتے۔ اس سلسلہ میں قادیان سے مرزا وسیم احمد (جماعت احمدیہ کے پیشوا کے صاحبزادہ) ناظر دعوت وتبلیغ اپنے خط میں لکھتے ہیں:-

"آپ کے مؤقر اخبار کے مطالعہ کا مجھے اکثر موقع ملتا ہے اور آپ کی صاف گوئی اور حق کوشی کا ایک لمبے عرصہ سے مداح ہوں بالخصوص احمدیہ جماعت کے متعلق آپ جس انصاف اور اخلاص کے رنگ میں آواز اُٹھاتے رہے ہیں اس کے لئے ہم سب آپ کے ممنون ہیں۔

ضمناً یہ بھی گذارش ہے کہ آپ نے اپنے اخبار کے مورخہ ۹ جنوری کی اشاعت میں جو نوٹ بعنوان "احمدیوں کے پیشوا اور ریاست" لکھا ہے اس کو پڑھ کر تعجب ہوا کیونکہ میں خود ربوہ کے جلسہ میں شامل ہوا اور حضرت اقدس امام جماعت احمدیہ کی تقاریر سنیں۔ نہ صرف میں نے بلکہ قادیان کے ایک صد کے قریب احمدی احباب کو بھی یہ تقاریر سننے کا موقع ملا۔ ہم سب سامعین یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ جو الفاظ پاکستانی اور ہندوستانی اخبارات نے کشمیر کے ضمن میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کئے ہیں۔ وہ آپ نے اپنی تقریر میں ہرگز نہیں فرمائے۔ گو اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت امام جماعت احمدیہ کی اپنی شہری اور ملکی حیثیت بھی ہے اور اس حیثیت سے وہ اپنے ملک یعنی پاکستان کے اسی طرح خیر خواہ اور وفادار ہیں جس طرح دنیا کے مختلف ممالک میں رہنے والے احمدی اپنی اپنی حکومت اور ملک کے وفادار اور پابند قانون ہیں۔ لیکن یہ ایک واقعہ ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے مذکورہ الفاظ اپنی تقریر میں نہیں فرمائے اور ہم اور قادیان کے دوسرے احمدی اس کی تردید کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنے خطاب میں جو کچھ فرمایا اس کا مفہوم میرے الفاظ میں یہ تھا کہ قادیان کی سرزمین میں خدا تعالیٰ کا مسیح مبعوث ہوا۔ یہی مقدس سرزمین اس کا جائے پیدائش اور مدفن ہے اور جماعت احمدیہ کا مقدس مرکز ہے۔ جس کے ساتھ دنیا کے ہر احمدی کے مذہبی اور روحانی جذبات وابستہ ہیں۔ تقسیم ملک کے وقت بعض روکیں پیدا ہو گئیں (باقی صفحہ ۱۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان ——— مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۵۸ء

مسلماں را مسلماں باز کردند

اخبار ریتاپ جالندھر مجریہ ۲۶ جنوری میں ایک چھوٹی سی خبر بایں الفاظ شائع ہوئی:۔

سرہند ۲۵ جنوری معلوم ہوا ہے کہ ہز میجسٹی شاہ ظاہر شاہ والئی افغانستان ۱۵ فروری کو حضرت مجدد الف ثانی کے روضہ کی زیارت کے لئے سرہند آرہے ہیں آپ بھارت میں قیام کے دوران بھارت سرکار کے مہمان ہوں گے۔

اگرچہ یہ ایک چھوٹی سی خبر ہے۔ اور اس میں بظاہر کوئی غیر معمولی بات نظر نہیں آتی۔ کیونکہ ہر سال ایسے مقدس مقامات کی زیارت کے لئے اطراف و جوانب سے عقیدت مندان ایک خاص تعداد میں کھچے چلے آتے ہیں۔ لیکن نہیں اس سادہ خبریت کے ساتھ اس میں تو روحانی پہلو سے ایک نہایت ہی اہم بات کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ اور موجودہ وقت میں اس کی اشد ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ اور ادنے تدبر کے بعد ان ہی چند الفاظ سے اسے معلوم کیا جا سکتا ہے کیا مضائقہ ہے جو تھوڑی دیر کے لئے اس پر غور کر لیا جائے۔ مبادا ہم بھی اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے سامنے زیر الزام ٹھہریں جہاں فرمایا کہ

وکاین من آیۃ فی السموٰت والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون۔ (یوسف ع ۱۲)

اور آسمانوں اور زمین میں بہت سے نشان موجود ہیں جن کے پاس سے یہ لوگ ایسے ہی گذر جاتے ہیں اور اُن کی طرف ان کی ذرا بھی توجہ نہیں ہوتی۔

دیکھا آپ نے خبر میں سرہند شریف کے بزرگ حضرت شیخ احمد صاحب سرہندی کو ایک غیر مسلم اخبار تک بھی "حضرت مجدد الف ثانی" کے مشہور و متعارف لقب سے ذکر کرتا ہے۔ اور ایسا کیوں نہ کرتا جبکہ حضرت امام ربانی کو ایک دنیا اسی لقب سے جانتی ہے۔ پس اس خبر میں قابل غور بات بھی یہی ہے۔

"مجدد الف ثانی" کے یہ الفاظ بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ جو فی الحقیقت ایک طرف حضرت صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خبر صادق کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو امت محمدیہ کو دیگر امم سابقہ سے امتیاز بخشتی ہے۔ تو دوسری طرف اس کے مطابق چودھویں صدی کے مجدد کی تلاش اور شمولیت کی

طرف منسوب کرتے ہیں۔

قرآن کریم کی دائمی حفاظت کا وعدہ کرتے ہوئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔

کہ ہم ہی نے اس عزت و شرف کے کلام کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کے ذمہ وار ہیں۔

چنانچہ وعدہ الٰہی کے مطابق جہاں قرآن کریم کی ظاہری حفاظت کے لئے خدا تعالیٰ نے امت کے ہزاروں ہزار حفاظ کو اس کام پر لگا دیا کہ وہ نسلاً بعد نسل اس پاک کلام کو اپنے سینوں میں محفوظ کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے مجددین کا سلسلہ جاری فرما کر اس کی معنوی حفاظت کا سامان بھی کر دیا۔ چنانچہ اسی کے مطابق حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی گیارھویں صدی کے مجدد مبعوث ہوئے۔ اور ان کے ہاتھوں اُس زمانہ میں تجدید و احیاء دین کا کام سر انجام دیا گیا۔ پس ضرور ہے کہ موجب ارشاد نبوی اس صدی کا مجدد بھی یہی کام کرے جبکہ اس زمانہ میں تو جہاں بیرونی فتنے غیر معمولی شدت سے ظاہر ہو رہے ہیں وہاں اندرونی طور پر خود امت محمدیہ ہی خطرناک طور پر بگڑ چکی ہے۔ امت بیسیوں فرقوں میں بٹ چکی ہے۔ اور ہر فرقہ کے افراد اپنی گمراہی اور بے دینی میں دوسرے کو پیچھے چھوڑ چکے ہیں۔

دیگر فرقوں کا تو ذکر ہی کیا ذرا اس جماعت کا حال اُن کی اپنی زبان سے سنئے جس کو اب بھی السبابقون کا دعوے ہے نہ رہی، ما انا علیہ واصحابی۔ کی مصداق ہے۔ چنانچہ اخبار اہلحدیث دہلی کی تازہ اشاعت بابت ۱۵ جنوری کے مقالہ افتتاحیہ میں "سر جوڑ کر بیٹھئے" کے عنوان سے نہایت عبرت ناک الفاظ میں جماعت اہلحدیث کی اس خستہ حالی کا نقشہ ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:۔

"آج ہماری جماعت میں ایک عرصہ سے تنظیم کا رونا رویا جا رہا ہے۔ ہر مقامی جماعت میں تفرق بے تشتت ہے۔ تمرد ہے۔ دل بگڑے ہوئے ہیں جمعیتوں اور انجمنوں کی صدارتوں اور نظامتوں امانتوں کے قضیئے ہیں علماء کے وقار کے لالے پڑے ہوئے ہیں آپس میں پھوٹ ہے

عناد و انتخابوں پر عمل تو ایک طرف رہا سلام و کلام تک بند ہیں۔ اگر کہیں سلام و کلام ہے بھی تو وہاں اخلاص کا نام نہیں آگے پیچھے غیبتیں ہوتی ہیں تہمتیں ہوتی ہیں فریب کاریاں ہوتی ہیں۔ اکرام مسلم اور محبت کا کہیں نام نہیں۔ اور تو اور خود ہمارے علماء ان امراض میں مبتلا ہیں۔ خود پسندی جاہ پسندی۔ مطلب پسندی زر پسندی کے مجسمے نظر آتے ہیں۔ اگر کوئی مرد خدا اختلاف تفرق تشتت کو مٹانے کی کوشش کرتا ہے۔ تو الٹے اس کی آبرو کے لاگو ہو جاتے ہیں۔ کچھ جو بھلے مانس۔ اچھے آدمی اور علماء موجود بھی ہیں وہ جماعت کی حالت دیکھ دیکھ کر کڑھتے رہتے ہیں۔ اور یہ کہتے رہتے ہیں۔ کہ بھئیا ہماری جماعت تو کچھ نہیں یہاں تو آوا کا آوا خراب ہو گیا ہے۔ افراد جماعت کا مزاج ہی اس درجہ بگڑ گیا ہے کہ اصلاح و تنظیم کی کوئی بات بن پڑتی ہی نہیں۔ ان حالات میں کوئی کرے تو کیا کرے"

یہ تو ایک ہی فرقہ کے افراد کی حالت بیان کی گئی ہے۔ اسی پر روئے زمین کے دیگر کروڑوں افراد کی عملی حالت کا قیاس کر لیجیئے۔ امت مسلمہ کی اس دردناک حالت کو دیکھ کر بلاشبہ ہر محب اسلام کا دل کڑھتا ہے اور ہر چند اسپات کا دل سے آرزو مند ہے کہ نام کے مسلمان کام کے مسلمان بن جائیں۔ مگر افسوس اس کے لئے صحیح انداز فکر کو عمل میں نہیں لایا جاتا۔ کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ خدا تو انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کا وعدہ دیکر اپنے دین کی حفاظت ہمیشہ کے لئے اپنے ذمہ لے اور اُس کا رسول ہر صدی کے سر پر اسی دین کی تجدید اور اُس کے احیاء کے لئے مجدد دین کی بعثت کا خدائی وعدہ یاد دلائے

مگر مسلمان ہے کہ ان سب باتوں کو بھول چکا ہے اور خدا کے پیدا کردہ سامانوں سے فائدہ اُٹھانے کی بجائے از خود ہی اندھیرے میں ٹاکک ٹوئیے مارتا ہے۔ افسوس آج اس کی آنکھیں خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت کو پڑھنے سے قاصر ہیں جو خود اس کے اپنے نفس سے عیاں ہے۔ اخبار اہلحدیث کے مقالہ کے آخر میں حسرت ناک الفاظ میں کہا گیا ہے کہ:۔

"افراد جماعت کا مزاج ہی اس درجہ بگڑ گیا ہے کہ اصلاح و تنظیم کی کوئی بات بن پڑتی ہی نہیں۔ ان حالات میں کوئی کرے تو کیا کرے"۔

حالانکہ یہ سب بیماری اس حقیقی ایمان کی کمی کے باعث پیدا ہوئی اور اس بگاڑ کا ازالہ اس مرض کا اصل علاج ہے۔ اور اس کے لئے مسیح دوران اور امام الزمان کے ساتھ وابستگی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہی ماموروقت کا اصل اور حقیقی کام ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کے دلوں میں پھر سے ایسا تازہ اور زندہ ایمان پیدا کرے۔ جو ان کے دل و دماغ میں ایک روحانی انقلاب کا باعث ہو۔ اس کے نتیجہ میں نام کے مسلمان کام کے مسلمان بن جائیں۔ چنانچہ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام میں بیان کیا گیا ہے کہ:۔

چوں دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

خدا کے فضل سے اسی امام الزمان کی برکت سے دنیا میں ایک فعال جماعت تیار ہو رہی ہے۔ جو صدر اول کے مسلمانوں کا اسوہ حسنہ دکھا رہی ہے۔ اس کی تنظیم اس کی جماعتی مساعی دنیا میں ایک عظیم الشان روحانی انقلاب لانے میں مشغول ہے۔

پس مبارک ہے وہ شخص جو ان باتوں پر غور کرتا اور اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کرتا ہے!!

وما علینا الا البلاغ

یوم المصلح الموعود ——— ۲۰ فروری

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا دن سلسلہ کی تاریخ میں بہت اہمیت رکھتا ہے اسی دن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے وحی پاکر وہ عظیم الشان پیشگوئی فرمائی تھی۔ جو پیشگوئی مصلح موعود سے تعلق رکھتی ہے جس کے مصداق سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہیں۔

۲۰ فروری کا دن قریب آرہا ہے۔ جماعتوں کے امراء اور صدر صاحبان کو ابھی سے یوم المصلح الموعود منانے کی تیاری کرنی چاہیئے۔ اس دن تمام جماعتوں میں جلسے کئے جائیں۔ اور حضرت مصلح موعود سے متعلق پیشگوئی کو بیان کیا جائے۔ اور جلسوں کی رپورٹیں اشاعت کے لئے نظارت ہذا میں بھجوائی جائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

خطبہ جمعہ

وقف جدید کی تحریک بھی ایک اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے تمہارا فرض ہے کہ اسے کامیاب بنانے کی پوری کوشش کرو

اپنے اندر بیداری پیدا کرو اور دین کی خدمت کے لئے آگے بڑھو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۷ جنوری ۱۹۵۸ء بمقام ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔

تعاونوا علی البر والتقوی و لا تعاونوا علی الاثم والعدوان (مائدہ ع ۱)

اس کے بعد فرمایا۔ قرآن کریم کی

اس آیت سے

مومنوں کو یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ نیکی کے بارہ میں سارے کے سارے جمع ہو جایا کریں۔ بر کے معنے اعلیٰ درجہ کی نیکی کے ہوتے ہیں۔ پس اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ اعلیٰ درجہ کی نیکیوں میں ایک دوسرے سے تعاون کیا کرو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ چھوٹی نیکیوں میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن ہمیشہ کرتے ہی اعلیٰ درجہ کی نیکیاں ہیں۔ اور جب بھی وہ کوئی کام کرتے ہیں مکمل طور پر کرتے ہیں ادھورا نہیں کرتے۔ جیسا کہ دوستوں کو معلوم ہے۔ میں نے گذشتہ جلسہ سالانہ پر

وقف جدید کی تحریک

کی تھی۔ یہ تحریک بھی ایسی ہی ہے۔ کہ اس میں حصہ لینا تعاونوا علی البر والتقوی کے مطابق ہے۔ اور اس میں کسی طرح روک بننا لا تعاونوا علی الاثم والعدوان کے ماتحت آتا ہے۔ جلسہ سالانہ کے دنوں میں غالباً لاؤڈ سپیکر کی خرابی کی وجہ سے دوستوں کو آواز پوری طرح سنائی نہیں دی۔ بعد میں اخبار الفضل میں میرا نوٹ چھپا۔ تو اس پر لوگوں نے اس تحریک کی طرف توجہ کی۔ اس کے بعد پھر میرے دو خطبے شائع ہوئے تیسرا خطبہ آج شائع ہو رہا ہے۔ جوں جوں یہ خطبات شائع ہو کر جماعت کو پہنچیں گے امید ہے کہ

دوستوں میں بیداری

پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ چنانچہ جب ۲ جنوری کو میں نے خطبہ پڑھا تو اس وقت تک ایک شخص کی طرف سے بھی اس تحریک میں وقف کا وعدہ نہیں آیا تھا اور ایک پیسہ کی بھی آمد نہیں ہوئی تھی مگر آج کی رپورٹ یہ ہے کہ ۳۶ ہزار روپے کے وعدے آچکے ہیں۔ اور ۱۲۵ اشخاص کی طرف سے وقف کی درخواستیں آچکی ہیں۔ لیکن ان ۳۶ ہزار کے وعدوں میں بھی کچھ غلطی ہے اصل میں وعدوں کی تعداد چالیس ہزار سے کچھ اوپر بنتی ہے۔ بعض رپورٹیں ناقص تھیں۔ اور بعض وعدے ابھی اس رپورٹ میں شامل نہیں کئے گئے۔ ان سب وعدوں کو ملا کر میرا خیال ہے کہ شاید یہ وعدے

پچاس ہزار سے بھی اوپر ہو جائیں

پھر شروع میں یہ غلطی بھی ہوئی۔ کہ جماعت نے یہ سمجھا۔ کہ چھ روپیہ آخری حد ہے۔ اس لئے جو شخص ایک ہزار روپیہ تک بھی اس تحریک میں دے سکتا تھا۔ اس نے چھ روپیہ کا وعدہ لکھوا دیا۔ حالانکہ یہ ضروری نہیں تھا۔ کہ اس تحریک میں صرف چھ روپیہ دے کر ہی حصہ لیا جائے بلکہ کم از کم چھ روپیہ کی رقم دے کر اس تحریک میں حصہ لیا جا سکتا تھا۔ لیکن جماعت کے دوستوں نے اسے زیادہ سے زیادہ رقم قرار دے لیا۔ اور اس کے مطابق وعدے لکھوانے شروع کر دیئے۔ اب بعض وعدے ایسے آرہے ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ جماعت کے افراد پر یہ بات واضح ہو گئی ہے اور وہ اسے سمجھ رہے ہیں۔ چنانچہ اب چھ روپیہ سے زیادہ کے وعدے بھی آرہے ہیں۔ لیکن جب یہ بات پوری طرح واضح ہو جائے گی۔ تو ایسے دوست بھی نکل آئیں گے۔ جو مثلاً ۵۰۰ یا ۱۵۰۰ روپیہ سالانہ دے دیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو اور پھیلائے گا تو ایسے مالدار بھی نکلیں گے جو اکیلے ہی اپنی طرف سے اس تحریک میں ہزار ڈیڑھ ہزار دو ہزار چار ہزار روپیہ بھی دے دیں۔ اسی طرح امید ہے۔ کہ اگر اس سال پوری کوشش کی جائے تو

وعدوں کی تعداد

۸۰ ہزار روپیہ تک پہنچ جائے گی۔ اور اگلے سال تو امید ہے کہ یہ رقم بہت زیادہ بڑھ جائے گی۔ لیکن اس وقت تک صرف ۳۶ ہزار کی آمد ہوئی ہے اور ۱۲۵ افراد کی طرف سے وقف کی درخواستیں آچکی ہیں۔ گویا وقف زیادہ ہے۔ اور روپیہ تھوڑا ہے۔ حالانکہ پیچھے ایک دور ایسا آیا ہے۔ کہ خیال آتا تھا کہ وقف کی درخواستیں کم آئی ہیں۔ اور روپیہ زیادہ آیا ہے۔ مگر اب خدا تعالیٰ کے فضل سے وقف بڑھ گئے ہیں اور روپیہ کم ہو گیا ہے۔ گویا

ہماری مثال ایسی ہے

جیسے ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب گوڑیانی جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بارہ حواریوں میں شامل کیا تھا سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک احمدی حافظ تھے۔ انہیں تبلیغ کا بہت جوش تھا۔ وہ ایک دفعہ اس جگہ سے گزرے جہاں میں ڈاکٹر کے طور پر کام کرتا تھا اور حافظ صاحب میرے مکان پر ہی ٹھہر گئے کھانا تیار تھا میں نے چاولوں کا ایک تھال حافظ صاحب کے آگے لا کر رکھ دیا۔ جب وہ کھا چکے تو میں نے کہا حافظ صاحب اور چاول لاؤں۔ وہ کہنے لگے اگر چاول ہیں تو لے آویں۔ پھر میں نے ایک اور تھال بھر کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ انہوں نے اسے بھی ختم کر دیا۔ میں نے کہا حافظ صاحب اور چاول لاؤں۔ کہنے لگے۔ ہیں تو لے آئیں۔ میں ایک اور تھال چاولوں کا لے آیا۔ حافظ صاحب جب وہ بھی کھا چکے تو میں نے کہا۔ حافظ صاحب اور چاول لاؤں۔ وہ کہنے لگے نہیں تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے کہا۔ حافظ صاحب آپ کا کہاں جانے کا ارادہ ہے۔ وہ کہنے لگے سنا ہے۔ بھیرہ میں ایک مشہور طبیب حضرت مولوی نورالدین صاحب ہیں میں ان سے اپنے

ہاضمہ کا علاج

کروانے جا رہا ہوں۔ میں نے ہنس کر کہا۔ حافظ صاحب جب آپ کے ہاضمہ کا علاج ہو جائے تو آپ مہربانی فرما کر واپسی کے وقت اس طرف سے نہ آئیں بلکہ کسی اور طرف سے جائیں مجھ غریب کے پاس اتنی گنجائش نہیں کہ ہاضمہ درست ہونے پر آپ کی مہمان نوازی کر سکوں۔ جب آپ خراب ہاضمہ میں چاولوں کے چار تھال کھا گئے ہیں۔ تو جب ہاضمہ درست ہو جائے گا۔ تو اس وقت کیا بنے گا۔

اسی قسم کا ایک لطیفہ

پرانے زمانہ کا بھی مشہور ہے۔ کہتے ہیں کوئی شخص تھا جس کی بھوک بہت بڑھی ہوئی تھی۔ کسی نے اس کی دعوت کی اور اس کے سامنے بہت سے نان رکھ دیئے اور خود سالن لینے کے لئے اندر گیا۔ جب واپس آیا تو وہ شخص سارے نان کھا چکا تھا پھر وہ سالن رکھ کر نان لینے کے لئے گیا تو آکر دیکھا کہ شوربہ ختم ہے۔ دو تین دفعہ اس کے ساتھ یہی حال ہوا۔ وہ نان لا کر رکھ جاتا اور شوربہ لینے جاتا تو نان ختم ہو چکے ہوتے اور شوربہ رکھ کر نان لینے جاتا تو شوربہ ختم ہو چکا ہوتا۔ وہی حال ہمارا ہے۔ کہ ایک وقت روپیہ زیادہ تھا اور واقفین کم تھے۔ اور اب روپیہ کم ہے اور واقفین زیادہ ہیں۔

میں نے اپنے پچھلے خطبہ میں بتایا تھا کہ

چوہدری ظفر اللہ خان صاحب

نے کہا ہے کہ ٹھٹھہ میں میری کچھ زمین ہے میں اس زمین میں سے دس ایکڑ تبلیغ کے لئے وقف کر دوں گا۔ مگر میری یہ غلطی تھی۔ چوہدری صاحب نے بتایا ہے کہ ٹھٹھہ کی زمین ابھی پوری طرح ان کے قبضہ میں نہیں آئی۔ دوسرے وہ زمین ایسی جگہ ہے جو ایک طرف ہے اور وہاں آبادی کم ہے۔ اسلئے وہاں کسی مبلغ کا رہنا مشکل ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میرا مطلب یہ تھا کہ لامبی (ضلع حیدر آباد) میں جو میری زمین ہے اس میں سے میں دس ایکڑ اس غرض کے لئے وقف کر دوں گا۔

میرا بھی منشاء ہے

کہ میں بھی اپنی زمین میں سے کسی جگہ دس ایکڑ اس غرض کے لئے وقف کروں۔ اس طرح یہ دو وقف ہو جاتے ہیں۔ ایک باندھی (سندھ) کے رئیس حاجی عبدالرحمٰن صاحب ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ میری زمین میرے غیر احمدی رشتہ داروں سے مشترک ہے اس کو تو میں تقسیم نہیں کر سکتا مگر میں یہ کر دوں گا کہ دس ایکڑ زمین خود خرید کر دیدوں۔ اس طرح تین وقف ہو گئے۔ پھر

ایک دوست نے لکھا ہے

کہ میرے پاس دو مربعہ زمین ہے اس میں سے جتنی زمین کی ضرورت ہوئی دینے کے لئے تیار ہوں۔ ایک اور دوست نے لکھا ہے کہ مجھے فوجی خدمات کی وجہ سے ایک مربعہ

زمین ملی ہے۔ میں وہ زمین اسی غرض کیلئے وقف کرتا ہوں۔ اس کو تو میں نے لکھا ہے کہ میں اس طرح ساری زمین لینے اور تمہیں روزی سے محروم کرنے کے لئے تیار نہیں تم اس میں سے دس ایکڑ زمین ہمیں مقاطعہ پر دے دینا۔ اس پر ہم اپنا مبلغ رکھیں گے غرض اب تک پانچ زمینیں بھی آچکی ہیں۔ ملتان والے بھی کہہ گئے تھے۔ کہ دو تین جگہیں ہمارے ضلع میں بھی مل جائیں گی۔ کیونکہ بہت سے مربعوں والے ہمارے علاقہ میں ہیں۔ اور بڑے بڑے زمیندار ہیں۔ اگر وہ ایک ایک ایکڑ بھی دیں تو کافی جگہیں ہو جائیں گی۔ لیکن بڑی چیز جو ان علاقوں میں کام دے سکتی ہے۔ وہ دینی طلب ہے۔ چوہدری صاحب نے بتایا کہ ان کے رشتہ کے بھائی (یعنی ماموں کے بیٹے) جو ان کی زمینوں پر لائبیریا میں کام کر رہے ہیں انہوں نے سنایا کہ باوجود یکہ لائبیریا ایک جنگل سا ہے پھر بھی

امریکن عیسائی

وہاں آکر رہتے ہیں۔ اور عیسائیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ اور وہ ایسے لوگوں میں رہتے ہیں کہ گو وہ ہمارے مزارع ہیں۔ لیکن اگر وہ ہمیں بھی بلائیں تو ہم بھی ان کے گھروں میں نہ جائیں۔ لیکن وہ رات دن وہیں رہتے ہیں۔ اور تبلیغ کرتے ہیں۔ یہی قربانی کی روح ہمیں بھی اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے۔ اگر اسی قسم کی قربانی کی روح ہم میں بھی پیدا ہو جائے۔ تو ۱۲۵ واقفین کیا ہماری جماعت میں سے ایک لاکھ ۲۵ ہزار واقفین بھی آسانی سے نکل آئیں گے۔ لیکن

ضرورت یہ ہے

کہ ہم امریکنوں اور انگریزوں جیسی قربانی کرنے لگ جائیں۔ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ سنایا ہے۔ کہ ایک دفعہ ایک انگریز عورت چین میں پادری کے طور پر کام کر رہی تھی۔ چینیوں میں پادریوں کے خلاف بڑا جوش پیدا ہوا۔ اور وہ جوش اب تک بھی ہے۔ ایک دن چینیوں نے اس عورت پر حملہ کیا اور اسے قتل کرنے اور ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے بعد کھا گئے۔ جب اس واقعہ کی اطلاع انگلستان میں پہنچی اور پادریوں کے اخبار نے یہ شائع کیا کہ ہماری ایک مبلغ جو چین میں کام کر رہی تھی اُسے چینیوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا لیا ہے۔ ہمیں اس کے قائمقام کی ضرورت ہے۔ تو اُسی دن شام تک

دو ہزار عورتوں کی طرف سے

تار آگئے۔ کہ ہم اس مبلغہ کی جگہ جانے کے لئے تیار ہیں۔ تو جب عیسائیت جو ایک باطل مذہب ہے۔ اس کی تائید کے لئے لوگوں کے اندر اس قدر جوش پیدا ہو سکتا ہے۔ تو اسلام جو ایک سچا مذہب ہے اس کی تائید کے لئے لوگوں کے اندر کیوں جوش پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہ محض ہماری غفلت اور کوتاہی ہے۔ کہ لوگوں کے اندر جوش پیدا نہیں کرتے۔ ورنہ جب ان کے اندر جوش پیدا ہو گا تو وہ اس قدر پھیلے گا کہ

زمین و آسمان ہل جائیں گے

اور دُنیا میں ہر جگہ اسلام کا جھنڈا نظر آئے گا۔ یہ ہماری اپنی کوتاہی ہے کہ ہم لوگوں تک حقیقت حال پہنچا نہیں سکے۔ جب ہم ان تک حقیقت حال پہنچا دیں گے تو انشاء اللہ بڑوں اور چھوٹوں سب کے اندر یہ احساس پیدا ہو جائے گا کہ وہ دین کی خدمت کے لئے آگے بڑھیں۔ اور پھر جب سارے کے سارے دین کی خدمت کے لئے آگے بڑھیں گے تو لازمی بات ہے کہ اگر دس لاکھ کی جماعت آگے بڑھے گی اور ان میں سے ہر فرد دس دس افراد کو بھی صداقت پہنچا دے گا تو اگلے سال ایک کروڑ احمدی ہو گا اس سے اگلے سال دس کروڑ احمدی ہو گا اور اس سے اگلے سال ایک ارب احمدی ہو جائے گا۔ یعنی دُنیا کے قریباً سارے ممالک میں احمدیت پھیل جائے گی۔ مگر یہ چیز

جوش کا تقاضا کرتی ہے

ورنہ ہماری موجودہ جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اتنی تعداد میں ہے کہ اگر وہ ساری کی ساری اپنا فرض ادا کرے اور دوسروں کے اندر جوش پیدا کرے تو تھوڑے عرصہ میں ہی دنیا میں صرف احمدی ہی احمدی ہوں۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ؎

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

یعنی اے مسلمان نوجوانو! کوشش کرو۔ تا دین اسلام میں بھی قوت پیدا ہو جائے۔ اور اُمتِ اسلامیہ کے باغ میں بھی بہار اور رونق نظر آنے لگے۔ اسی طرح ایک اور شعر میں فرماتے ہیں۔ کہ ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

یعنی میں دیکھ رہا ہوں کہ یزید کی فوجوں کی طرح ہر طرف کفر جوش مار رہا ہے اور اسلام امام زین العابدین کی طرح بیمار اور کمزور ہے۔ امام زین العابدین

حضرت امام حسین علیہ السلام

کے بیٹے تھے جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے وقت بیمار پڑے تھے۔ جب ان کی پھوپھی نے آواز دی۔ کہ میرا بھائی خاک و خون تڑپ رہا ہے۔ تو یہ اندر سے اُٹھ کر باہر آگئے اور کہنے لگے میں باہر جا کر دشمن کا مقابلہ کرتا ہوں لیکن خاندان کے بعض افراد آگے آگئے۔ اور انہوں نے کہا تم بیمار ہو تمہیں باہر نہیں جانا چاہیئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ اسلام تو آج کل اسی طرح بیمار ہے جس طرح امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے وقت امام زین العابدین بیمار تھے اور کفر

یزید کی فوجوں کی طرح

جوش مار رہا ہے۔ لیکن ذرا مسلمانوں میں بیداری پیدا ہو جائے تو دیکھنا کہ انشاء اللہ تعالےٰ کفر میدان میں دم توڑ رہا ہو گا اور اسلام کی فوج میں اس قدر جوش ہو گا کہ اس کی مثال دنیا میں پہلی کسی قوم میں نظر نہیں آئے گی اور ہر جگہ

اسلام کا جھنڈا اونچا ہو گا

اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حکومت قائم ہو گی۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کی تقریر کی نسبت بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

(بقیہ صفحہ نمبر ۱)

ہجرت کرنی پڑی۔ گو ہم نے اب ربوہ میں بسیرا کر لیا ہے لیکن ہماری حالت خانہ بدوشوں کی سی ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کی یہ دلی آرزو ہے کہ ہمارا آخری وقت قادیان میں آئے۔ اور خدا تعالےٰ اپنے پاک مسیح اور ہمارے آقا کے مبارک قدموں میں ہماری خاک کو دفن ہونے کی توفیق دے اور ہمارا آخری اور دائمی بسیرا بھی مقدس بستی ہو۔

ان الفاظ کو فرماتے ہوئے آپ کی آواز درد سے بھرائی ہوئی اور رقت آمیز تھی۔ اور یہ وہی مضمون تھا جس کو آپ ۱۹۴۹ء میں اپنی ایک نظم میں بھی ادا کر چکے ہیں جس کے دو اشعار یہ ہیں ؎

وہی خاک جس سے بنا میرا پُتلا
میں اس خاک کو دیکھنا چاہتا ہوں
نکالا مجھے جس نے میرے چمن سے
میں اس کا بھی دل سے بھلا چاہتا ہوں

اس جگہ یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ کی اپنی سیاسی پوزیشن اور ملکی حقوق و فرائض جو بھی ہوں ہم ہندوستانی احمدی احمدیت کی اصولی تعلیم کے ماتحت بہر حال اس کے وفادار اور خیر خواہ ہیں اور خود حضرت امام جماعت احمدیہ نے بھی پاکستان میں رہتے ہوئے لاہور کے اخبار میں ہمارے لئے یہی ہدایت فرمائی تھی کہ

"ہندوستان میں رہنے والا ہر احمدی حکومت ہندوستان کا پوری طرح فرمانبردار ہو گا اور اس کے مقاصد و مفاد میں اس سے پوری طرح تعاون کرے گا"

(اخبار "الرحمت" لاہور ۱۲ر نومبر ۱۹۴۹ء)

آخر میں گزارش ہے کہ جیسا کہ آنمکرم بھی اپنے اخبار میں اس حقیقت کا اظہار متعدد بار فرما چکے ہیں ہماری جماعت کی مخالفت ہندوستان اور پاکستان میں ہے اور ہمارے مخالفین عدل و انصاف اور صحافتی دیانتداری کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہمارے خلاف لکھتے رہتے ہیں جیسا کہ اخبار "ملاپ" مورخہ ۷ر جنوری نے بعنوان "مرزائیت کی نشانیاں مٹا دو"۔ ایک زہر آلود اداریہ لکھ کر اپنی دشمنی اور بے انصافی کا مظاہرہ کیا ہے۔

بہر حال ہمیں خدا تعالےٰ کے سہارے مخالفت کے ان طوفانوں اور متلاطم سمندروں سے پار نکلنا ہے اور وہی ہمارا معین و مددگار ہے"۔

اس خط میں مرزا وسیم احمد صاحب نے "ریاست" کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا ہے ہم ان کے شکر گذار ہیں۔ اور یہ یقین دلاتے ہیں کہ اگر جماعت احمدیہ کے حق میں "ریاست" میں کبھی آواز پیدا کی گئی تو ان کو مظلوم سمجھتے ہوئے اور آئندہ بھی ہم اس ظلم کے خلاف آواز پیدا کرنا اپنا ایمان اور فرض سمجھیں گے اگر کبھی ان پر ہوا۔ اور جماعت احمدیہ کا ہی کیا سوال ہے "ریاست" تو ہر اس فرد یا قوم کے حق میں آواز پیدا کرنا اپنا شعار قرار دیتا ہے جس پر بھی ظلم ہوا اور یہی وجہ ہے کہ "ریاست" کی پچھلی زندگی میں بار ہا عیسائیوں اور دوسری اقوام پر کئے جا رہے مظالم کے خلاف بھی صدائے احتجاج بلند کی گئی اور یہ ہمیشہ کیلئے اپنے اسی شعار اور ایمان پر قائم رہیگا۔ باقی رہا سوال پاکستان اور ہندوستان کے بعض اخبارات کی غلط بیانیوں کا جن کا شکار ابھی حال میں جماعت احمدیہ کے پیشوا بنائے گئے، مرزا صاحب کو ان کا افسوس نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ان اخبارات کے ہاتھوں سے کوئی مذہبی یا سیاسی لیڈر تو کیا کوئی پیغمبر بھی محفوظ نہیں اور اصولاً جب ایمان اور اخلاق پر تجارت غالب آجائے تو تجارتی اغراض انسان کو بصارت اور بصیرت دونوں سے محروم کر دیتے ہیں اور یہ محرومیت پھر ایمان اور اخلاق دونوں کو قطعی تباہ کر دینے کا باعث ثابت ہوا کرتی ہے۔ بہر حال ہم خوش ہیں کہ آپ نے

سیرالیون گورنمنٹ کے وزیر پبلک ورکس آنریبل چیف کانڈے بورے کی احمدیہ مشن اور احمدیہ سنٹرل سکول بو میں آمد

"وہ وقت دور نہیں جب سیرالیون کا ہر فرد لوائے احمدیت کے نیچے کھڑا ہو کر اسلام کا نعرہ بلند کر رہا ہوگا"

"میں اس امر کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ سیرالیون میں آج اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت اسلام اور ملک کی خدمت کر رہی ہے تو وہ جماعت احمدیہ اور اس کے مبلغ ہی ہیں۔ اور اس حقیقت کا بھی انکار کس نا انصافی ہوگی کہ اگر جماعت احمدیہ کے مبلغین وقت پر یہاں پہنچ کر عیسائیت کے اسلام کے خلاف بڑھتے ہوئے جارحانہ حملوں کا مقابلہ اور اسلام کا دفاع نہ کرتے تو اب تک مغربی افریقہ میں اسلام کا صرف نام ہی باقی رہ جاتا۔ لوگ اس کی طرف منسوب ہونا بھی پسند نہ کرتے۔"

(آنریبل چیف کانڈے بورے)

اس سال ماہ نومبر کے آخر میں سیرالیون گورنمنٹ کے وزیر آبادی اور پبلک ورکس آنریبل چیف کانڈے بورے آفیشل طور پر ملک کے جنوبی صوبہ کا دورہ کرتے ہوئے ۲۶ نومبر کو بو تشریف لائے۔ بو کہ سیرالیون پروٹیکٹوریٹ کا دارالحکومت اور جماعت احمدیہ کا بھی مرکز ہے تشریف لاتے۔ ان کی آمد پر خاکسار اور مکرم ملک غلام نبی صاحب شاہد ان کے قبیلے کے بعض احمدی اکابر کے ساتھ ان کی قیام گاہ پر انہیں ملنے کے لئے گئے۔ رسمی گفتگو کے بعد انہیں احمدیہ دار التبلیغ، احمدیہ لائبریری اور احمدیہ سنٹرل سکول دیکھنے کی دعوت دی گئی جسے انہوں نے بخوشی قبول فرمایا اور ہماری واپسی پر اپنے سیکرٹری کو بذریعہ کار راستہ اور مقام دیکھنے کے لئے بھیج دیا۔

حسب وعدہ آپ اپنے سیکرٹری اور اپنے ٹمنی قبیلے کے دیگر اکابرین کے ساتھ سب سے پہلے ہمارے سکول تشریف لے گئے۔ وہاں پر مکرم قاضی مبارک احمد صاحب ہیڈ ماسٹر سکول نے ان کا مناسب خیر مقدم کیا اور سٹاف کا ان سے تعارف وغیرہ کرانے کے بعد انہیں سکول کے STANDARD اور INFANT دونوں سیکشنوں کی کلاسوں میں لے جا کر ضروری معلومات بہم پہنچائیں۔ بعد میں وہ دفتر تشریف فرما ہوئے جس کے دوران میں مکرم قاضی صاحب نے انہیں مشن کے حالات اور تعلیم سے آگاہ کرنے کے علاوہ پاکستان کے ملکی اور ثقافتی حالات سے آگاہ کیا۔

وزیر موصوف کی تقریر

اس دوران میں خاکسار اور مکرم ملک غلام نبی صاحب بھی وہاں پہنچ گئے۔ اور سکول کے اسمبلی ہال میں سٹاف اور تمام طلبہ جمع ہو گئے۔ پہلے انہیں سکول کے بورڈر طلبہ کی رہائش گاہ دکھائی اور بورڈنگ ... جملہ انتظامات کی تفصیل انہیں بتائی۔ کیونکہ انہوں نے خواہش ظاہر کی تھی کہ گزشتہ ۵۸ء میں وہ اپنے دو بچے زیر ٹون سے یہاں احمدیہ سکول میں تعلیم و تربیت کے لئے بھیجنا چاہتے ہیں۔ وہاں سے اسمبلی ہال میں آ گئے۔ اور خاکسار نے ان کا مختصر سا تعارف کرایا۔ جس کے بعد انہوں نے ہماری درخواست پر حاضرین سے خطاب کیا۔ آپ نے فرمایا:

"ہر وہ انسان جو کسی دور دراز کے ملک سے کسی دور دراز ملک میں جاتا ہے اس کے مدنظر کچھ وجوہ اور مقاصد ضرور ہوتے ہیں۔ بلکہ ہر اجنبی جو کسی دوسرے مقام سے آتا ہے اس کی آمد کے لئے کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے۔ یہ احمدیہ مشنری جنہیں آج ہم اپنے درمیان دیکھ رہے ہیں۔ یہ بھی ایک خاص غرض اور خاص مقصد کے پیش نظر یہاں آئے۔ وہ غرض اور مقصد کیا تھی؟ وہ اسلام کی اس ملک میں ڈگمگاتی ہوئی کشتی کی ناخدائی تھی۔ دیکھنے اور سننے والوں نے دیکھا اور سنا۔ بعض نے ان پر ہنسنا شروع کر دیا۔ اور شدید مخالفت کی۔ بعض نے ایک حد تک توجہ بھی دی۔ لیکن محض سننے کی حد تک اور بعض نے سنجیدگی سے سوچنا شروع کر دیا۔ کیونکہ اس وقت کہ جب ان کے پہلے احمدیہ مشنری الحاج نذیر احمد علی مرحوم نے سرزمین سیرالیون پر قدم رکھا۔ یہ زمین عیسائیت سے انتہائی طور پر متاثر تھی۔ اور لوگ سمجھتے تھے کہ اسلام کو عیسائیت کے مقابل پر دیکھنا یا کھڑا کرنا اب ناممکن اور محال ہے۔ لیکن چند اسلام کے محبوں نے اس مبلغ کی دعوت پر توجہ دی اور لبیک کی صدا بلند کی۔ آج کچھ بہت عرصہ نہیں گذرا کہ وہی احمدیت یا حقیقی اسلام جس کے متعلق اس وقت یعنی آج سے تقریباً بیس سال قبل یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ ایک چھوٹا سا پودا ہے۔ جو چند یوم کے بعد اپنی موت خود مر جائے گا۔ وہی پودا آج پنپ رہا ہے اور اپنی جڑوں کو اس مضبوطی سے سرزمین سیرالیون میں پیوست کر چکا ہے کہ اب خطرناک سے خطرناک آندھی بھی اس کو اکھاڑنے کی متحمل نہیں ہو سکتی۔" آپ نے فرمایا "احمدیت نے ان چند سالوں میں باوجود مخالفت کی آندھیوں اور نامساعد حالات کے جو غیر معمولی اور حیرت انگیز ترقی کی ہے یہ اس امر کا پیش خیمہ ہے کہ ایک بڑا انقلاب جلد ہی احمدیت کے ذریعہ اس ملک کی کایا پلٹ دینے والا ہے اور وہ وقت کوئی بہت دور نہیں جب سیرالیون کا ہر فرد لوائے احمدیت کے نیچے کھڑا ہو کر اسلام اور توحید کا نعرہ بلند کر رہا ہوگا۔ گو آج اس دعویٰ کو مجنون کی بڑ سمجھا جائے گا۔ اور اس پر طاقتور عیسائی مشن ہنسی اڑائیں گے۔"

انہوں نے فرمایا "عملی طور پر میں پہلے بھی احمدی تھا اب بھی احمدی ہوں اور انشاء اللہ ہمیشہ ہمیش تک احمدی رہونگا یہ میری ذاتی کمزوری ہے کہ بعض مجبوریوں کی بنا پر میں ظاہری طور پر اپنے قبیلے کے مذہبی نظام میں منسلک ہوں۔ میں ان کا لیڈر اور چیف ہوں۔ اس لئے ان کے قدیمی عقائد کا احترام بطور چیف میرا فرض ہے۔

بچو! آپ لوگ جو احمدیہ سکول میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں یا تعلیم دے رہے ہیں۔ یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔ کہ احمدیت اور اسلام کو صحیح طور پر سمجھیں اس شمع اسلام سے اپنے قلوب میں روشنی اور نور کا ذخیرہ جمع کریں تاکہ جب اس سکول سے فارغ ہوں۔ اس نور ہدایت اور شمع روشن کے ذریعہ دوسروں کے دلوں اور ارواح کو روشن اور منور کریں مسلمانوں کو ان کی پوری پوری مدد اور ہر طرح ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔ تا اسلام کی یہ ناؤ جو ابھی تک منجدھار میں چکر لگا رہی ہے اپنے چکر سے نکلنے اور اپنی منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہو اس سلسلہ میں میں اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کرتا رہا ہوں۔ کہ ان مبلغین کی مدد ہو۔ اور گورنمنٹ سے بھی ان کے لئے مدد حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا ہوں اور آئندہ بھی میرا یہی مسلک رہے گا۔ مجھے احمدیہ سکول کے سٹاف، ہیڈ ماسٹر اور مشن کے جنرل سپرنٹنڈنٹ کا حسن انتظام اور تعلیمی ترقی دیکھ کر بہت خوشی اور مسرت ہوتی ہے۔ اور اتنا اچھا کام میں نے شاید ہی کسی اور سکول میں دیکھا ہو۔ جو اس امر کا مظہر ہے۔ کہ یہ سکول چند سالوں کے بعد سیرالیون کا بہترین سکول ہوگا۔ اس سال بھی جیسا کہ مجھے بتایا گیا ہے اس سکول میں سے سیکنڈری سکولز اور کالج کے لئے تیرہ طلبہ کامیاب ہوئے ہیں جن میں سے ایک کو گورنمنٹ کی طرف سے وظیفہ کی پیشکش بھی ہو چکی ہے۔ یہ تعداد نہ صرف حوصلہ افزا بلکہ قابل ستائش اور فخر ہے۔ لیکن ہمیں اس پر اکتفا نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اپنی تعداد کو اپنی کوششوں اور ہمت کے ذریعہ ڈبل کروانا چاہیئے۔ تاکہ جس امر کے حصول کے لئے ہم کوشاں اور ساعی ہیں۔ اسکو جلد از جلد حاصل کر سکیں (ان کی تقریر کے دوران میں مکرم قاضی مبارک احمد صاحب نے لوکل اخبارات کے لئے چند ایک فوٹو بھی لئے) ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی مدد آپ بھی کریں اور وہ اس طرح کہ ان مبلغین سے جو دینی و دنیاوی۔ انگلش اور عربک دونوں قسم کی تعلیمات دینے آئے ہیں۔ ان سے ان علوم کے حصول کی انتہائی کوشش کریں۔ ان کی ٹریننگ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ اور بہترین مسلمان بن کر اوروں کو شمع اسلام کا دیوانہ بنانے میں ان کی مدد کریں۔

احمدیت نے عملی انقلاب پیدا کیا ہے

آپ نے ہمارے ایک احمدی نوجوان جو کہ انہیں کے قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں کو خاص طور پر مخاطب کر کے فرمایا۔

مسٹر بانسرے! یہ میرے قبیلے کے لوگوں کی غلطی ہے کہ وہ احمدی جماعت میں شامل نہیں ہوتے اس کا انہیں کچھ فائدہ نہیں بلکہ بہت نقصان ہو رہا ہے۔ کیونکہ اگر وہ سب احمدی ہو کر ان مبلغین کی مدد کریں تو یہ جو اتنی اچھی عمارتیں اور اچھا کام "بو" میں دیکھ رہے ہیں۔ اس سے کئی گنا اچھا کام یہ لوگ ہمارے لئے فری ٹاؤن میں کر دکھائیں اور وہاں ہم اپنے مذہب اور تعلیم کو غیر معمولی طور پر مضبوط کر سکیں۔ مگر بکاروں پر اپنے فیشن کے لوگ میری بات نہیں مانتے تاہم میرا دل جانتا ہے اور میرا خدا بھی جانتا ہے کہ دل سے میں احمدی ہوں۔ آپ نے اپنے قبیلے کے حاضر لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے مزید فرمایا کہ

"سچا مذہب ... وہ ہے جو کہ عملی اور اخلاقی تبدیلی اپنے پیروؤں میں پیدا کر دے ... احمدیت

کی تائید میں یا مخالفت میں کتابی دلائل شاید ہیں۔ اور آپ پورے طور پر نہ سمجھ سکیں کیونکہ ہم مذہبی تعلیم سے پوری طرح آشنا نہیں ہیں۔ اور نہ ہم عربی جانتے ہیں۔ لیکن درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اور کڑوے اور خراب درخت کے پھل کبھی میٹھے نہیں ہوتے اسی طرح جھوٹا مذہب اور جھوٹے مذہبی لیڈر اپنے ماتحت لوگوں کے اخلاق بلند نہیں کر سکتے اور ان میں کوئی نیک تبدیلی نہیں پیدا کر سکتے بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔

میں عام احمدیوں کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا مگر میرے ذریعہ میرے خاندان اور قبیلے کے ان لوگوں میں احمدیت نے جو اخلاقی تبدیلی مذہبی دلچسپی پیدا کی ہے۔ وہ یقیناً حیرت انگیز ہے۔ میں نے کئی بار عام مجالس میں اس امر کا ذکر کیا ہے۔ حتیٰ کہ بعض عام جلسوں میں جہاں کہ بعض نے احمدیت کے خلاف بھی تقریریں کیں۔ میں نے اسباب کہ احمدیت کی صداقت میں پیش کرتے ہوئے لوگوں سے اپیل کی ہے کہ احمدی کوئی بڑا کام تو نہیں کر رہے ہیں آخر تم میں سے جو چند لوگ نکل کر ان میں مل گئے ہیں۔ وہ چور۔ ڈاکو۔ جھوٹے تو نہیں بن گئے۔ ان کی اخلاقی حالت تو پہلے سے اچھی نظر آرہی ہے۔ جو لوگ ان سے معاملہ کرتے ہیں۔ وہ گواہی دے سکتے ہیں کہ ان کا معاملہ منصفانہ اور نیکیوں والا ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب کو نبی کہتے ہیں تو ہمارا کیا بگاڑتے ہیں۔ آخر ہمارے لوگوں کی حالت کو سدھارتے ہی ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ فریٹون کے احمدیوں کی اکثریت تمنی لوگوں کی ہے (یعنی ان کے قبیلے کے لوگ) اور یہ عجیب بات ہے کہ میری کورٹ میں ہر قسم کے لوگوں کے خلاف مقدمات پیش ہوتے ہیں۔ مگر اب تک کہ مجھے آپ لوگوں کا چیف بنے تیرہ سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے۔ میرے پاس کبھی کسی تمنی احمدی کے خلاف کوئی مقدمہ آج تک نہیں آیا۔ حالانکہ لیڈر اور تمنی میری چیف کورٹ میں میرے اور میرے وزراء کے پاس سینکڑوں مقدمات پیش ہوتے ہیں کیا اس کا صاف یہ مطلب نہیں کہ احمدی چونکہ قانون کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور نہ کسی پر زیادتی کرتے ہیں۔ اس لئے انہیں کورٹ میں نہیں لایا جاتا۔

آخر اگر دوسرے تمنی لوگوں میں سے کئی چوریاں کرتے ڈاکے مارتے جھوٹ بولتے حرام مال کھاتے۔ بیویوں سے بدسلوکی کرتے اور دوسروں کے حقوق غصب کرتے ہیں۔ تو احمدیہ جماعت کے افراد کیوں ان باتوں میں ملوث نہیں۔ میں نے یہ امر واضح کر کے ہمیشہ احمدیت کی مخالفت کرنے والوں سے کہتا ہوں۔ کہ اگر تم احمدی نہیں ہونا چاہتے تو نہ ہو۔ مگر تمہیں چاہئے کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ کیونکہ تمہیں ان سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔ وہ عملاً تمہاری مدد ہے۔ اور وہ ہمارے لوگوں کی عملی اصلاح کر رہے ہیں مسلمان کا انجام بخیر اس کے اعمال نے کرنا ہے۔ مسلمان کے اس اسلام کا کیا فائدہ جو دن رات احمدیوں کی مخالفت کرتا ہے۔ لیکن اعمال اس کے کافروں سے بھی بدتر ہوں۔ ہمارا مخالفت کرنا تب ہی ہمیں فائدہ دے سکتا ہے۔ جبکہ ہم اپنے آپ کو اپنے اعمال اور اخلاق کے لحاظ سے بھی احمدیوں سے بالا ثابت کر سکیں مگر معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے اور اخلاقی لحاظ سے ہم میں اور ان میں بہت فرق ہے۔

آخر میں وزیر محترم نے فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان مبلغین کا خود مدد و معاون ہو۔ اور جس مقصد کے حصول کے لئے کوشاں ہیں ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم بھی حتی المقدور اس فرض کو بجا لاسکیں۔ تاکہ ہمارا ملک اس اسلامی تعلیم و تہذیب اور ثقافت سے مالا مال ہو اور دنیا میں بہترین ثمر دل او اکرتے مجھے تو یہی آپ کا کام دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ میری باتیں خواہ کسی کو اچھی لگیں یا بری میں حقیقت کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

میں اسی امر کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ میرا ایمان ہے آج اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت اسلام اور ملک کی خدمت کر رہی ہے تو وہ جماعت احمدیہ اور اس کے مبلغ ہی ہیں۔ اور اس حقیقت کا بھی انکار کرنا ناانصافی ہوگی کہ اگر جماعت احمدیہ کے مبلغین وقت پر یہاں پہنچ کر عیسائیت کے اسلام کے خلاف بڑھتے ہوئے جارحانہ حملوں کا مقابلہ اور اسلام کا دفاع نہ کرتے تو اب تک مغربی افریقہ میں اسلام کا صرف نام ہی باقی رہ جاتا۔ لوگ اس کی طرف منسوب ہونا بھی پسند نہ کرتے۔

مبلغ انچارج کی تقریر

تقریر کے بعد وزیر موصوف تشریف فرما ہوئے اور بعدہٗ خاکسار نے ان کا، ان کے مصاحبین اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ آنریبل وزیر صاحب نے یہ جو فرمایا ہے کہ احمدی مبلغین کی زیادہ تر توجہ جنوبی علاقہ کی طرف ہے اور شمالی علاقہ خصوصاً اس علاقہ میں جو کہ وزیر محترم کا آبائی وطن ہے کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ اس کی وجہ اول تو یہ ہے کہ وہاں کے لوگ عملی اور مالی امداد کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ بلکہ مخالفت میں بھی پیش پیش رہتے ہیں دوسرے مشن کی مالی حالت ابھی اتنی مضبوط نہیں ہوئی کہ کام کو خالصتاً مشن کے خرچ پر ہر جگہ وسیع کیا جائے۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس مخلص کارکنوں اور مبلغین کی بھی کمی ہے۔ جسے پورا کرنے کا واحد ذریعہ مالی ہے۔ پس ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ جس حد تک ہم کام کو وسیع کرنے کی طاقت رکھتے ہیں کرتے جائیں۔ در اصل شمالی علاقہ کو بھی ہم نے فراموش نہیں کیا۔ بلکہ وہ ہمیشہ ہمارے پروگرام میں شامل رہا ہے۔ چنانچہ اس وقت ہمارے وہاں دو بڑے بڑے سنٹر ہیں۔ ایک سنگبورکا میں اور دوسرا روکوپر میں اور ہر دو جگہ ہمارے سکول کامیابی سے چل رہے ہیں۔ بلکہ روکوپر تو ہمارا اس ملک کا سب سے پہلا سنٹر اور پہلا سکول ہے۔ تاہم میں آنریبل وزیر موصوف کو یقین دلاتا ہوں کہ اب اس علاقہ کی طرف مزید توجہ دی جائے گی اور اس بارہ میں آپ سے مشورہ کے بعد آپ کی خواہش کے مطابق خاص مہم شروع کی جائے گی۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ ضرور ہماری ہر ممکن مدد فرمائیں گے اور منسٹری آف ایجوکیشن کو بھی توجہ دلائیں گے کہ اپنی غیر جانبدارانہ پالیسی کو عملی جامہ پہناتے ہوئے ہمارا اتنا ہی خیال رکھیں گے جتنا کہ ہمارا حق بنتا ہے۔ شمالی علاقہ میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ اور جہاں پر ڈسٹرکٹ کونسل میں عیسائی مشنوں کے نمائندے منسٹری آف ایجوکیشن نے نامزد کئے ہوئے ہیں۔ وہاں احمدیہ مشن کا کوئی نمائندہ کسی کونسل میں نہیں ہے۔ حالانکہ گزشتہ سال خاکسار نے متواتر احتجاج بھی کیں۔ اور گورنر صاحب تک سے اپیلیں کیں۔ مگر عملی طور پر کوئی شنوائی نہ ہوئی۔

اس پر آنریبل منسٹر صاحب نے فریٹون میں اس معاملہ کی تحقیق کا وعدہ کیا اور کہا کہ ان کا آفس ہر احمدی مبلغ کے لئے ہر وقت کھلا ہے۔ اور کسی وقت جب بھی انہیں ضرورت پیش آئے وہ بغیر کسی تامل کے انہیں مل سکتے ہیں۔ اس کے بعد وزیر موصوف کے اساتذہ اور طلبہ کے درمیان فوٹو لئے گئے۔ اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

وزیٹرز بک میں ریمارکس

واپسی سے قبل آپ نے سکول کی لاگ بک اور مشن کی وزیٹرز بک میں مندرجہ ذیل ریمارکس لکھے:-

"میں نے احمدیہ سکول دیکھا جس میں بچوں کو عملی یعنی ہاتھ سے کام کرتے ہوئے پایا جو پروٹیکٹوریٹ کے سکولوں کی ایک بہترین نشانی ہے۔ طلبہ کے ساتھ بہت اچھا سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ اور اساتذہ بمع جنرل سپرنٹنڈنٹ اور ہیڈ ماسٹر اپنی اپنی ذمہ داریوں کو بصورت احسن انجام دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مجھے اس اسکول کو دیکھ کر یقین ہو گیا ہے کہ یہی وہ ایک مسلم سکول ہے جس پر آئندہ اسلامی تہذیب اور ثقافت کا مرکز ہونے کی امید کی جا سکتی ہے"۔

(کانڈے بورے منسٹر آف ورکس)

جو ریمارکس انہوں نے مشن کی وزیٹرز بک پر تحریر کئے وہ یہ ہیں:-

"میں نے احمدیہ مشن ہاؤس بھی دیکھا جو کہ بہت عمدہ عمارت ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مشن ہاؤس کو مزید آرام دہ بنا دے تاکہ اس میں کام کرنے والے اپنی ذمہ داریوں کو زیادہ احسن طریق پر انجام دے سکیں"۔

(کانڈے بورے) منسٹر آف ورکس اینڈ ہوسنگ)

واپسی پر آپ نے احمدیہ مسجد اور احمدیہ لائبریری اور ریڈنگ روم اور احمدیہ پریس کا بھی معائنہ کیا اور دیکھ کر بہت خوش اور متاثر ہوئے اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہمارے وحدی نہ ہونے کا ہمیں یہ نقصان ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کی بہبودی و بہتری کے لئے یہ کارہائے نمایاں احمدی مبلغین نے ہمارے علاقہ کی بجائے اس منسٹر کے علاقہ میں سرانجام دیئے جس سے یہ علاقہ فائدہ اٹھا رہا ہے۔ آپ نے لائبریری کی لاگ بک پر بھی بہت اچھے ریمارکس دیئے اور میری تحریک پر لائبریری کے لئے کتب پیش کرنے کا وعدہ کیا اور تاکید فرمایا کہ جن جن کتب کی ہمیں لائبریری کے لئے ضرورت ہے ان کی ایک لسٹ بنا کر انہیں روانہ کی جائے۔ تاکہ وہ جس قدر کتب ان میں سے پیش کر سکیں خرید کر بھیج دیں گے۔ اس کے بعد وہ بذریعہ کار "بو" سے آگے ایک ضلع پوجیوں کے علاقہ میں دورہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

درخواست دعا

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور ہدایت دے اور احمدیت کیلئے ایسے Well Wishers کو حقیقی طور پر احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق دے۔ چیف بننے سے پہلے یہ نہ صرف احمدی بلکہ فری ٹاؤن کی جماعت کے پریذیڈنٹ تھے۔ ۱۹۴۹ء میں اپنے قبیلے کے لوگوں کا چیف بننے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور میرے ذریعہ حضور امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کے لئے خطوط اور تاریں دیں۔ حضور کی طرف سے الیکشن سے قبل ہی جواب آیا کہ انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔ چنانچہ باوجود اس کے کہ کئی امیدوار ان سے زیادہ طاقتور اور مالدار اور بااثر تھے حضور کی دعا قبول ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیابی عطا فرمائی۔ افسوس ہے کہ بعد میں اپنے قبیلے کے اکابرین کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے یہ انتظامی طور پر ہم سے علیحدہ ہو گئے۔ مگر احمدیت اور احمدی مبلغین سے ان کے سلوک اور رویہ میں اب تک کوئی فرق نہیں آیا۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں پھر مکمل ہدایت دیدے اور باقاعدہ پھر احمدیہ نظام [illegible] ہو جائیں۔

دورِ قمر اور تقدیر الٰہی

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

حافظ شیرازی نے کہا ہے:-

ایں چہ شوریست کہ در "دورِ قمر" می بینم
ہمہ آفاق پُر از فتنہ و شرمے بینم
ہر کسے روز بہی می طلبد از ایام
مشکل ایں است کہ ہر روز بتر می بینم
ابلہاں را ہمہ شربت زگلاب و قند است
قوت دانا ہمہ از خونِ جگر می بینم
اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالاں
طوق زریں ہمہ در گردنِ خر می بینم
دختراں را ہمہ جنگ است و جدل با مادر
پسراں را ہمہ بدخواہ پدر می بینم
ہیچ رحمے نہ برادر بہ برادر دارد
ہیچ شفقت نہ پدر را بہ پسر می بینم

ترجمہ:- یہ دورِ قمر میں یہ کیا ہنگامہ دیکھ رہا ہوں؟ سارا عالم فتنہ و فساد سے لبریز ہے۔ ہر آدمی کو اچھے دنوں کی طلب ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ زمانہ بگڑتا ہی جا رہا ہے۔ بیوقوف تو بہت خوشحال ہیں لیکن عقلمند خون جگر پی رہے ہیں۔ تازی گھوڑے تو چلتے چلتے زخمی ہو گئے اور گدھوں کی گردن میں سونے کا پٹہ ہے بیٹی ماں اور بیٹے باپ میں جنگ ہے۔ بھائی کو بھائی اور باپ کو لڑکے سے کوئی شفقت نہیں رہی۔

یہ ہے حافظ شیرازی کی نظم۔ اب دوسری طرف حضرتِ انسان کو دیکھئے۔ یہ آج ذہنی ارتقاء کی عید کا مرانی منانے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ مگر یہ عید زمین کے گلگشت و آبشار کے کنارے نہیں بلکہ چاند کے کوہ آتش فشاں کے دہانوں اور شہاب ثاقب کی زد میں بیٹھ کر منائی جائیگی کیا حافظ شیرازی نے اسی دور کی پیشگوئی کی تھی؟ ہمیں اس کشف کو سمجھنے کے لئے یہ معلوم کرنا چاہیئے۔ کہ آج کل چاند کے متعلق کیا کیا انکشافات ہو رہے ہیں؟ اور دورِ حاضر کس طرح "دورِ قمر" بن گیا ہے؟

نظریہ تخلیق تخلیق کے متعلق سائنس نے جو نظریہ پیش کیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کائنات کی بجسا نیت میں خلل واقع ہونے کے بعد پہلے سحاب بنے۔ سحاب سے ستارے۔ ستاروں سے سیارے اور سیاروں سے ان کے توابع یا طفیلی سیارے جنہیں ہم چاند کہتے ہیں۔ ہمارا ستارہ یعنی سورج جس سحاب میں واقع ہے اس کو کہکشاں کہتے ہیں۔ اس کہکشاں میں ہمارے سورج کی طرح اور کروڑوں ستارے ہیں۔

طفیلی سیارے ہمارے سورج کا جو نظام ہے۔ اس کے نو ارکان ہیں عطارد۔ زہرہ۔ زمین۔ مریخ۔ مشتری۔ زحل۔ یورینس۔ نیپچون۔ پلاٹو۔ یہ نظام شمسی کے نو سیارے ہیں۔ ان میں سے ہر سیارے کے کچھ توابع ہیں جنہیں ہم چاند یا طفیلی سیارہ کہتے ہیں۔ یہ طفیلی سیارے یا چاند ہمیشہ اپنے سیاروں کے گرد محوری و مداری حرکت کرتے رہتے ہیں

تعداد قمر لیکن دوربین اور فوٹوگرافی کی ایجاد کے بعد یہ ایک نئی بات بھی معلوم ہوئی کہ ہم زمین والوں کا تو ایک چاند ہے لیکن دوسرے سیاروں کے ایک سے زیادہ چاند ہیں۔ اُن سیاروں پر رات کو ایک چاند نہیں بلکہ متعدد چاند جلوہ گر ہوتے ہیں۔ اور وہاں کا منظر زمین سے بھی سہانا ہو جاتا ہے اور اگر وہاں انسان جیسے ذی حیات ہوں گے تو یقیناً وہ ہم سے بھی زیادہ چاند کے نظاروں سے لطف اندوز ہوتے ہوں گے۔ ان چاندوں کی تفصیل یہ ہے۔

مریخ کے	دو چاند
مشتری کے	پانچ چاند
زحل کے	نو چاند
نیپچون کا	ایک چاند
یورینس کے	چار چاند

اوپر کی تفصیل سے ظاہر ہے کہ چاند کے معاملہ میں عطارد بالکل بدنصیب واقع ہوا ہے۔ زہرہ کے چاند کی کئی بار خبر اڑ چکی ہے اور پلاٹو سیارہ ہم سے اتنی دور ہے کہ ہماری دوربین ابھی تک اس کا چاند دیکھنے میں کامیاب نہیں ہوئی۔

طبعی حالت اب ہم اپنے چاند کی جو ہم سے دو لاکھ چالیس ہزار میل دور ہے طبعی حالت بیان کرتے ہیں۔ یہ بظاہر نور کا ایک داغدار قرص نظر آتا ہے۔ پہلے ہم ان داغدار اور روشن حصوں کو اپنی زمین کا عکس سمجھتے تھے۔ اور کبھی وہاں بڑھیا چرخا کاتتی نظر آتی تھی۔ مگر دوربین نے حقیقت کے چہرے سے نقاب اٹھائی اور معلوم ہوا کہ چاند تو ہماری زمین کی طرح مٹی پتھر اور ریگ وغیرہ جمادات کا ایک کرہ ہے۔

چاند پر جو چیزیں نظر آتی ہیں۔ انہیں ہم پانچ حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

۱۔ دہانے جو کوہ آتش فشاں کی مانند نظر آتے ہیں۔

۲۔ میدان جس کو گلیلیو نے سمندر سمجھا تھا اور جس کا نام گلیلیو ہی کے خیال کے مطابق سمندر رکھا گیا۔

۳۔ پہاڑ۔ جو زمین کے پہاڑوں کی مانند ہیں

۴۔ شگاف۔ جو پہاڑوں یا میدانوں کے پھٹ جانے کے باعث وجود میں آئے ہیں بعض شگاف میلوں لمبے ہیں

۵۔ روشن دھاریاں جو بعض دہانوں سے نکلتی ہیں۔ اور سینکڑوں میل لمبی ہیں۔

چاند کا نقشہ چاند کا پہلا نقشہ ۱۶۴۵ء میں شائع ہوا۔ اور اب تک درجنوں نقشے شائع ہو چکے ہیں۔ لیکن سب سے معتبر نقشہ ۱۹۴۶ء کا ہے۔ جو بے شمار فوٹو لینے کے بعد تیار کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ چاند پر چھوٹے چھوٹے ایک لاکھ آتش فشاں غار ہیں۔ ہر جگہ آتش فشاں مادے کی تہ بہ تہ راکھ جمی ہوئی ہے فوٹوگرافی کی مدد سے گندھک کے آثار بھی معلوم کئے گئے ہیں ساس کا وسیع ترین علاقہ ۷۰۰ میل چوڑا ہے۔ اس پر چار سو میل لمبے اور ۲۵ ہزار فٹ اونچے پہاڑ موجود ہیں۔

چاند کا ۵۵ فیصدی حصہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اہل زمین کو کبھی پورا چاند نظر نہیں آتا۔ "بدر کامل" میں بھی صرف اس کا ۵۵ فی صدی حصہ ہی نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چاند کی محوری حرکت ہمیشہ سورج کے ساتھ رہتی ہے۔ اور وہ ہمیشہ زمین کی طرف ایک ہی رُخ کرکے لٹو کی طرح گھومتا رہتا ہے۔ اس لئے چاند کے متعلق جو انکشافات ہوتے ہیں، وہ صرف ۵۵ فی صدی حصہ قمر کا انکشاف ہے۔ چاند کی پشت کیسی ہے؟ آج تک کسی نے نہیں دیکھی لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ چاند کا نامعلوم حصہ بھی معلوم حصے کی طرح ہوگا۔

چاند کا دن اور سردی اور گرمی کا اثر ہم اہل زمین کو یہ سنکر تعجب ہوگا کہ چونکہ چاند کا ایک دن ہمارے چودہ دنوں کے برابر ہوتا ہے۔ اس لئے چاند کا وہ حصہ جو سورج کے سامنے نیار رہتا ہے۔ دن بھر میں کھولتے ہوئے پانی کی طرح گرم ہو جاتا ہے۔ لیکن وہاں جب آفتاب غروب ہوتا ہے تو اچانک خوفناک سردی شروع ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چاند کرۂ ہوا سے محروم ہے۔ اور اگر ہوا ہے تو اتنی لطیف کہ وہ روشنی و حرارت کو نہیں روک سکتی۔ اس لئے وہاں سردی و گرمی "آناً فاناً" خوفناک طور پر شروع ہو جاتی ہے۔

زمین کی فضا ء سے جب آفتاب غائب ہوتا ہے تو کرۂ ہوا کے باعث جو ۲۰۰ میل اوپر تک پھیلا ہوا ہے۔ سورج کی روشنی ۸½ منٹ تک اور حرارت گھنٹوں تک رکی رہتی ہے۔ اسی لئے بعد غروب آفتاب کے بعد ۸½ منٹ تک دھوپ اور گھنٹوں تک گرمی کا اثر محسوس کرتے رہتے ہیں۔ مگر چاند "کرۂ ہوا" سے محروم ہونے کے باعث سردی و گرمی سے فوراً متاثر ہو جاتا ہے۔

شہاب باری چاند پر کرۂ ہوا نہ ہونے کے باعث ایک مصیبت یہ بھی ہے کہ وہاں کثرت سے شہاب باری ہوتی رہتی ہے۔ بعض ہیئت دانوں کا خیال ہے کہ چاند پر جو کوہ آتش فشاں کے دہانے معلوم ہوتے ہیں۔ وہ اصل میں شہابی پتھر کے تودے ہیں۔ جو ہمیشہ چاند پر گرتے رہتے ہیں بعض جگہ زمین پر بھی شہاب باری کے باعث کوہ آتش فشاں کے دہانے سے بن گئے ہیں۔ امریکہ کے ایک مقام پر ایک بڑا بھاری غار ہے۔ جس کا قطر ۴۰۰۰ فٹ ہے یہ غار شہاب باری کی وجہ سے ہوا ہے۔

شہاب کیا ہے؟ کائنات فضا میں ان گنت پتھر یا دھاتوں کے ٹکڑے ہیں۔ جو ہمیشہ روس کے مصنوعی چاند کی طرح گردش کرتے رہتے ہیں۔ یہ اصل میں ستاروں یا سیاروں کی وہ گیس ہے جو ان سے جدا ہو گئی ہے اور فضا میں منجمد ہو کر ۱۲۵ میل فی سیکنڈ کے حساب سے چکر لگا رہی ہے۔ اسی کو شہاب کہتے ہیں۔ یہ شہاب جب گردش کرتے کرتے ایسے کُرے میں داخل ہوتے ہیں جہاں کی ہوا کثیف ہوتی ہے۔ تو اس میں تیز رفتاری کے باعث آگ لگ جاتی ہے۔ یہی شہاب ثاقب کہلاتا ہے۔ ان میں جو چھوٹے چھوٹے یعنی سیر یا دو سیر کے ہوتے ہیں۔ وہ ہم سے ۵۰ میل اوپر ہی فضاء میں جل جاتے ہیں۔ اور ہم لوگ اکثر انہیں رات میں جلتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ لیکن جو بڑے ہوتے ہیں وہ جلتے جلتے زمین پر آگرتے ہیں۔ اسی قسم کے بہت سے پتھر مختلف میوزیم میں پائے جاتے ہیں۔

شہابی پتھر سب سے بڑا شہابی پتھر نیو یارک کے میوزیم میں ہے۔ اس کا وزن ایک ہزار من ہے۔ ہندوستان میں ۱۰۹ پانچ کو شہابی پتھر پایا جاتا ہے۔ ۱۹۰۸ء میں سائبیریا کے میدان میں اتنی شہاب باری ہوئی تھی کہ اس علاقہ کے سارے جنگل جل گئے۔ اور زمین میں بڑے بڑے غار ہو گئے۔ اسی طرح فرانس میں بھی بہت سے شہابی پتھر دستیاب ہوئے ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ کعبہ شریف میں جو حجر اسود ہے وہ کیا ہے؟ ڈاکٹر لیوپر کا جو شہابی پتھروں کے معاملہ میں سند مانے جاتے ہیں کا قول ہے کہ یہ بھی شہابی پتھر ہے۔ واللہ اعلم۔

شہاب باری بڑا خطرناک امر ہے۔ اگر لندن اور نیو یارک جیسے شہر بھی اس کی زد میں آجائیں تو چشم زدن میں راکھ کا ڈھیر بن جائیں۔

شہاب ثاقب اور چاند شہاب ثاقب کی اس تفصیل کے بعد اب ذرا چاند کا تصور کیجئے۔ وہاں "کرہ ہوا" ہے ہی نہیں جو چاند کو شہاب باری سے محفوظ رکھ سکے۔ اس لئے وہاں بکثرت دن رات شہاب باری ہوتی ہوگی۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ جب انسانی راکٹ چاند پر پہنچے تو اس کے لئے سر چھپانا مشکل ہو جائے۔ اگر ایسا ہو تو کہا جا سکتا ہے کہ قرآن کریم میں جو آیا ہے کہ شہاب ثاقب جنوں کا تعاقب کیا کرتے ہیں۔ اس سے راکٹ بھیجنے والے جن بھی مراد ہیں۔

چاند پر کرہ ہوا کے نہ ہونے سے ذی حیات کو سانس کے علاوہ ایک مشکل یہ بھی ہوگی کہ وہاں اشاروں کے سوا زبان سے بات چیت نہیں ہو سکے گی۔ ہوا نہ ہونے

کے باعث وہاں آواز پیدا نہ ہوگی۔ آدمی وہاں ہر چند چیخے اور چلائے گا۔ مگر سچ پوچھو وہاں کوئی سننے والا نہ ہوگا۔

کرۂ ہوا نہ ہونے کا ثبوت چاند پر کرۂ ہوا نہ ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ وہاں جب آفتاب غروب ہوتا ہے۔ تو آہستہ آہستہ تاریکی چھانے کی بجائے یکایک گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اگر کرۂ ہوا ہوتا تو زمین کی طرح وہاں بھی آہستہ آہستہ تاریکی چھاتی۔

دوسرا ثبوت یہ ہے کہ جب چاند دوران سفر میں کسی تارہ سے کو ڈھانک لیتا ہے۔ تو وہ تارا یک بہ یک آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ اگر چاند پر کرۂ ہوا ہوتا تو پہلے کرۂ ہوا اس تارے کو ڈھانکتا اور آہستہ آہستہ اس تارے کا رنگ بدلتا۔ پہلے سرخ ہوتا۔ پھر غائب ہوتا۔

تیسرا ثبوت یہ ہے کہ اگر کرۂ ہوا ہوتا تو سورج کی روشنی کے ساتھ جو سایہ شروع ہوتا ہے وہ بالکل تاریک ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ چاند پر کرۂ ہوا نہیں ہے۔

کرۂ ہوا کیا ہوا؟ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ چاند کا کرۂ ہوا کیا ہوا؟ یا اس کی تخلیق ہی کرۂ ہوا کے بغیر ہوئی؟ تو واضح ہو کہ پہلے اور سیاروں کی طرح چاند پر بھی کرۂ ہوا تھا۔ مگر چاند میں جتنی قوت تجاذب پائی جاتی ہے وہ کرۂ ہوا کو روکنے کے لئے ناکافی ہے۔ قوت کشش کی کمی کے باعث گیس کے سالمے جلد پھیلتے اور خلا کی طرف نکل جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں کرۂ ہوا نہیں پایا جاتا۔

چاند کی حرکت چاند جو زمین کے گرد حرکت کرتا ہے اس کی یہ کیفیت ہے کہ یہ زمین کے گرد گول دائرہ نہیں بناتا۔ بلکہ قطع ناقص یعنی چپٹا دائرہ بناتا ہے۔ اس لئے اس کا فاصلہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ اور یوں یہ زمین کے گرد قطع ناقص میں ۲۷ دن ۷ گھنٹے اور ۴۳ منٹ میں گھوم لیتا ہے

چاند اور زمین کا مقابلہ اب آیئے اور چاند اور زمین کا موازنہ کیجئے:۔ چاند کا صحیح قطرہ ۲۱۶۰ میل سے ۴۴ ۲ گز کم ہے۔ یعنی زمین کی ایک چوتھائی سے ذرا بڑا۔ ساڑھے تین چاندوں کو قطار میں رکھنے سے زمین کے قطر کا مقابلہ کیا جا سکے گا۔ چاند کا رقبہ شمالی و جنوبی امریکہ سے کچھ کم ہی ہے۔ چاند کا وزن بھی زمین سے بہت کم ہے۔ ۸۱ چاند مل کر زمین کے وزن کا مقابلہ کر سکیں گے۔ زمین سے جس طرح ہم کو چاند نورانی نظر آتا ہے۔ اسی طرح اگر چاند پر چڑھ کر دیکھا جائے تو زمین بھی نورانی نظر آئے گی۔ مگر چاند سے چالیس گنا زیادہ منور اور سبز سبز سنہری گہری رنگی۔ یوں تو چاند پر ذی حیات نہیں اگر ہوتے تو وہاں بھی "بدر کامل" کی طرح "زمین کامل" کا محاورہ ہوتا۔ اور وہ بھی ہماری "زمین کامل" کو دیکھ کر اسی طرح محظوظ ہوتے جس طرح ہم "بدر کامل" کو دیکھ کر محظوظ ہوتے ہیں۔

قوت کشش اگرچہ آئن سٹائن نے نیوٹن کے نظریہ تجاذب کو غیر ضروری قرار دیا ہے۔ لیکن ابھی تک عام طور پر نیوٹن کا نظریہ مستعمل ہوتا ہے۔ اس لئے یہ کہا جاتا ہے کہ زمین کے مقابلہ میں چاند کی قوت کشش ⅙ ہے۔ لہٰذا وہاں دوڑنا اچھلنا کودنا زمین سے بہت آسان ہوگا۔ اور HIGH اور LONG JUMP کرنے والے بھی زمین سے چھ گنے زیادہ ریکارڈ قائم کر سکیں گے۔

چاند اور قیامت کسی بزرگ کا قول نقل کیا جاتا ہے کہ چاند وہ دنیا ہے جس پر قیامت آچکی ہے۔ فلکیوں کی اصطلاح میں چاند مردہ کہلاتا ہے۔ اور واقعی ابھی تک زندگی۔ ہوا اور پانی کے آثار نہیں پائے گئے۔ مگر فطرت کی ستم ظریفی دیکھئے کہ علمائے زمین کی طبیعت اسی مردے چاند پر آگئی ہے۔ وہ اب اسی شہر خموشاں کو آباد کرنا چاہتے ہیں۔ زمین بے روزگاری۔ قحط سالی اور معاشرت کی خرابیوں سے پامال ہو رہی ہے۔ مگر زمین کے زندہ دل سائنس دان مردے چاند کا وصل حاصل کرنے کے لئے کروڑوں ڈالر اور اربوں روبل خرچ کر رہے ہیں۔ یہی ہے "دور قمر" اور حافظ شیرازی کے اس کشف میں اس دور کے شور و ہنگامہ سے اظہار بیزاری کیا گیا ہے۔ اور یہ نصیحت کی گئی ہے کہ

پند حافظ بشنو خواجہ برو نیکی کن
کہ من ایں پند بہ از دُرِّ و گہر می بینم

روحانی دور قمر حافظ شیرازی کے "دور قمر" کی یہ تو مادی تشریح ہوئی۔ اب ذرا اس کی روحانی تشریح سنئے اور حضرت حافظ کے مذکورہ بالا آخری شعر سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ دراصل مادی "دور قمر" میں روحانی "دور قمر" کی تلاش کر رہے ہیں۔

عصر حاضر اپنی گوناگوں خصوصیات مثلاً سرد جنگ۔ ڈپلومیسی اور جدید اختراعات کے باعث تو "دور قمر" ہے ہی۔ لیکن روحانی و شرعی طور پر بھی "دور قمر" ہے

سورج کا خاندان فلکیوں نے انکشاف کیا ہے کہ ہمارے سورج کے علاوہ بھی اور کروڑوں سورج ہیں۔ ان کے سیاروں کا پتہ نہیں چلتا۔ لیکن جو ہمارا سورج ہے اس کا ایک بڑا خاندان ہے۔ سیارے۔ توابع۔ نجمیات اور شہب ثاقبہ اسی خاندان کے افراد ہیں اور آئے دن ایسے افراد کا انکشاف ہوتا رہتا ہے یہ سبھی سورج کے گرد حرکت کرتے رہتے ہیں۔ اور سورج اپنے اس کنبے کو لے کر ۱۲ میل فی سیکنڈ کی رفتار سے ہرکولیس ستارے کی طرف بڑھ رہا ہے۔

محمدی خاندان بعینہٖ یہی مثال دورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتی ہے۔ آپ سے پہلے جو صاحب شریعت انبیاء آئے ان کے پر دور کا ہمیں علم نہیں۔ لیکن جب آفتاب رسالت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ کے ساتھ ساتھ روحانی سیاروں۔ توابع۔ نجمیات اور شہب ثاقبہ کا سلسلہ چل پڑا۔ اور یہی وہ ہیں جن کو خدا نے نبی۔ صدیق۔ شہید۔ اور صالح کہا ہے۔ اور یہی آپ کا روحانی کنبہ ہے۔ جو مسلسل آپ کے گرد حرکت کر رہا ہے۔ اور آپ ان سبھوں کو لے کر علت العلل یعنی بارگاہ رب العزت کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

بعثت حضرت مسیح موعودؑ یہ نظام شمسی جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا ایک عجیب قاعدہ ہے کہ جب آفتاب آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے تو ہم اس کی روشنی سے بالکل محروم نہیں ہو جاتے۔ بلکہ اس کے بعد سیاروں اور توابع وغیرہ کے ذریعہ سورج کی روشنی ملنے لگتی ہے۔ یہ بھی "دور قمر" ہی ہوتا ہے۔ اس کا تو ہم روزانہ مشاہدہ کیا کرتے ہیں۔ لیکن ایک مشاہدہ یہ بھی ہے جس کا موقعہ حضرت حافظ شیرازی کے چھ سو برس بعد میسر آیا۔ یعنی روحانی اعتبار سے دنیا پر گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا۔ نیکی و اخلاق کی تعریف بدل گئی۔ اور انسان کو محض حیوانی تقاضاؤں پر قناعت کرنے کی ترغیب دی گئی۔ مقصد تخلیق کی ایسی توہین۔ شاہکار قدرت کی ایسی تذلیل۔ اور الٰہی شریعت کی ایسی تحقیر کسی کے تصور میں نہیں آئی تھی۔ اس تاریکی کو دور کرنے کے لئے ایک "دور قمر" آنا چاہئے تھا۔ بحمد للہ یہ "دور قمر" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے آگیا۔ اور حضرت حافظ شیرازی کی پیشگوئی کے مطابق ایک ایسی جماعت وجود میں آگئی جو اپنا خون جگر پی کر حوادث عالم کا مقابلہ کر رہی ہے اور مخلوق خدا کو نیکی۔ اخلاق اور روحانیت کی طرف بڑھنے کی دعوت دے رہی ہے۔ اسی جماعت کا نام

جماعت احمدیہ

ہے ؛

نگریادا (اڑیسہ) میں ایک کامیاب تبلیغی جلسہ

علاقہ کے تعلیم یافتہ طبقہ کی شمولیت

نئے سال کے آغاز اور حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق مولوی سید غلام ہادی صاحب معلم مدرسہ احمدیہ کرڈاپلی کی محنت اور کوششوں کے نتیجہ میں ایک تبلیغی جلسہ نگریا ٹاؤن کے ہائی سکول کے ہال میں ۱۳ر جنوری ۱۹۵۸ء کو زیر صدارت محترم نوتم کشور داس بی۔اے۔ ڈی۔ای۔ڈی اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر ہائی سکول منعقد ہوا۔ جماعت احمدیہ کرڈاپلی کے کافی احباب جلسہ میں شریک ہوئے ہائی سکول کے تمام طلباء اور اساتذہ اسکول کے ہال میں جمع ہو گئے۔ مولوی سید غلام ہادی صاحب کی رسائی نگریا ٹاؤن کے اکثر تعلیم یافتہ طبقہ اور افسران میں ہے انہیں بھی مدعو کیا گیا جو شریک جلسہ ہوئے

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد ساڑھے تین بجے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ سب سے پہلے مولوی سید غلام ہادی صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ کرڈاپلی نے مختصر طور پر شری رام چندر جی اور شری کرشن جی اور آنحضرت صلعم کے بعض اقتباسات کو پیش کرتے ہوئے عوام کو بتایا کہ ہر ایک قوم میں خدا کی طرف سے نبی آتے رہے ہیں

اور ان کی لائی ہوئی روحانی روشنی سے آجتک ہم لوگ فائدہ اٹھاتے رہے ہیں اور اسی وجہ سے دنیا میں ان کا نام زندہ ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے قرآن شریف سے بھی آیت پیش کی۔ اس کے بعد مولوی سید غلام مہدی صاحب ناصر مبلغ سلسلہ جماعت احمدیہ چودوار و کٹک نے اوتاروں کی آمد کی غرض پر تقریر فرمائی۔ آپ نے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد وید کے سنسکرت شلوک اور اس کے مفہوم کو پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت سب سے زیادہ تعداد میں سکول کے طالب علم ہیں۔ اس لڑکپن اور جوانی کی حالت سے تمام بڑے بڑے نامور شخصیتیں اور نبی و منی رشی گذرے ہیں۔ وہ اس عمر میں اپنے اندر تبدیلی پیدا کر کے کہاں سے کہاں پہونچ گئے۔ لہٰذا یہ وقت آپ طالبعلموں کے لئے نہایت قیمتی ہے آپکی ترقی کے ساتھ قوم اور ملک کی ترقی وابستہ ہے اس لئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے دنیا کی ترقی کے ساتھ روحانی ترقی کا ضرور خیال رکھیں۔ آپ نے بتایا کہ اوتاروں کی آمد کی غرض روحانی اصلاح ہوتی ہے اور انہیں کے ذریعہ انسانی پیدائش کی غرض پوری ہوتی ہے ہمارا جسم اگرچہ عارضی ہے۔ اس کو قائم رکھنے کے لئے خدا تعالےٰ نے خوراک مہیا کی ہے اسی طرح روح ابدی ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے خدا تعالیٰ نے اوتاروں کا سلسلہ جاری کیا ہے۔ آپ نے دنیا کی مثال سکول سے دیتے ہوئے کہا کہ جس طرح سکول وہ لڑکا جو ذرور کامیاب ہوتا ہے جو اساتذہ کی ہدایت پر کاربند ہوتے ہوئے تعلیم حاصل کرنے میں محنت سے کام لیتا ہے اور وہ لڑکا کامیابی کا منہ نہیں دیکھتا جو پڑھائی سے غفلت برتتا ہے۔ جتنے نبی آئے ہیں۔ وہ اسی مذہبی سکول کے ٹیچر تھے۔ یہ اسی درخت جو مذہب کے نام سے موسوم ہے کی آبپاشی کرنے آتے ہیں۔ آپنے یہ بھی بتایا کہ ہمارا (باقی صفحہ پر)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الاسدیؓ کی تصانیف اور آپ کا کام

(از مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل ہائی کورٹ یادگیر)

(۲)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام

(۲۸) سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حصہ اول تاریخ اشاعت ۱۲ مئی ۱۹۲۴ء کل صفحات ۱۶۰ - بار اول تعداد ۵۰۰ -
شائع کردہ شیخ یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم و تادیب النساء

(۲۹) سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام حصہ دوم
(۳۰) سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام حصہ سوم
(۳۱) سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام حصہ چہارم
(۳۲) سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حصہ پنجم

آپ کی دعاؤں کے آئینہ میں — تاریخ اشاعت ۲۰ نومبر ۱۹۴۳ء بار اول تعداد (۵۰۰)

حیات احمدؑ

(سوانح حیات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) مؤلفہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی تراب الکبیر الاحمدی والاسدی۔

حیات احمد کے کام کا آغاز ۱۹۱۴ء میں ہوا۔ حضرت عرفانی صاحب الاسدیؓ نے ایک کتاب "حیاۃ النبی" لکھی تھی کا نام بعد میں حیات احمد رکھا گیا اور اس کے بعد کا سلسلہ حیات احمد کے نام سے جاری رکھا گیا۔

حیات احمد جلد اول - آغاز تالیف ستمبر ۱۹۱۵ء اختتام تالیف ۲۵ نومبر ۱۹۲۸ء کل صفحات ۴۸۶ یہ جلد تین نمبروں پر مشتمل ہے۔ پہلا نمبر ستمبر ۱۹۱۵ء میں دوسرا نمبر ۱۰ دسمبر ۱۹۱۵ء اور تیسرا نمبر ۲۵ نومبر ۱۹۲۸ء میں طبع ہوا۔

نوٹ:- حیات احمد جلد اول ۲ نمبر "حیاۃ النبی" کے نام سے شائع ہوئے اور تیسرا نمبر "حیاۃ احمد" کے نام سے چھپا ہے۔

نمبر اول - حیاۃ النبی جلد اول سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کل صفحات ۹۶ تاریخ اشاعت ۲۰ ستمبر ۱۹۱۵ء شائع کردہ از دفتر سیرۃ مسیح موعود یعقوب علی تراب احمدی

نمبر دوم - حیاۃ النبی جلد اول کل صفحات ۱۹۲ تعداد ۱۰۰۰ تاریخ اشاعت ۱۴ دسمبر ۱۹۱۵ء

(۲) حیات احمد جلد دوم - آغاز تالیف یکم اگست ۱۹۲۱ء اختتام تالیف دسمبر ۱۹۵۱ء تین نمبروں پر مشتمل ہے۔

پہلا نمبر یکم اگست ۱۹۳۱ء کو دوسرا نمبر مارچ ۱۹۳۴ء کو اور تیسرا نمبر دسمبر ۱۹۵۱ء میں شائع ہوا۔

پہلے اور دوسرے نمبر کے صفحات ۱۹۲ ہیں اور آخری نمبر کے صفحات ۲۰۶ ہیں۔ اس طرح جلد صفحات ۴۴۸ ہوتے ہیں۔

یہاں ۱۸۸۸ء تک کے حالات ختم ہو جاتے ہیں۔ یہی سال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیعت لینے کا سال ہے تفصیل اس طرح ہے۔

(۱) حیات احمدؑ جلد دوم نمبر ۱ مطبوعہ انتظامیہ احمدیہ پریس قادیان - تاریخ اشاعت اگست ۱۹۳۱ء

(۲) حیات احمدؑ جلد دوم نمبر ۲ مشتمل بر حالات زندگی از زمانہ براہین احمدیہ تا آغاز بیعت یعنی ۱۸۷۹ء سے ۱۸۸۹ء تک کل صفحات ۹۶ مطبوعہ اللہ بخش سٹیم پریس قادیان تاریخ اشاعت ۱۹ مارچ ۱۹۳۴ء

(۳) حیات احمدؑ جلد دوم نمبر ۳ از ۱۸۸۴ء تا ۱۸۸۸ء کی صفحات ۲۰۶ تعداد ۵۰۰ بار اول شائع شدہ از اسلامی پریس حیدرآباد۔ تاریخ اشاعت ۵ دسمبر ۱۹۵۱ء۔

حیات احمد عہد جدید کا کام

(۴) حیات احمد عہد جدید جلد اول بہ سلسلہ قدیم جلد سوم ۱۸۸۹ء تا ۱۸۹۲ء کل صفحات ۲۵۶ شائع شدہ اسلامی پریس حیدرآباد دکن تاریخ اشاعت اگست ۱۹۵۲ء تعداد ۵۰۰ بار اول قیمت ۳/-

(۵) حیات احمد عہد جدید جلد دوم بہ سلسلہ قدیم جلد چہارم ۱۸۹۳ء تا ۱۸۹۵ء کل صفحات ۴۲۰ شائع شدہ انتظامی پریس حیدرآباد دکن۔ تعداد (۵۰۰) بار اول قیمت ۵/- تاریخ اشاعت اگست ۱۹۵۲ء۔

(۶) حیات احمد عہد جدید جلد سوم بہ سلسلہ قدیم جلد پنجم ۱۸۹۶ء تا ۱۹۰۰ء کل صفحات ۲۵۶ شائع شدہ از نامی پریس عثمان گنج حیدرآباد تعداد ۵۰۰ قیمت ۳/- بار اول تاریخ اشاعت دسمبر ۱۹۵۴ء

(۷) حیات احمد عہد جدید جلد چہارم بہ سلسلہ قدیم جلد ششم ۱۹۰۱ء تا ۱۹۰۲ء کل صفحات ۲۰۸ شائع شدہ از مطبع ابراہیمیہ اسٹیشن روڈ حیدرآباد دکن بار اول تعداد (۵۰۰) قیمت ۳/- اپریل ۱۹۵۶ء۔

گویا حیات احمد چھ جلدوں اور دس نمبروں پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عرفانی صاحبؓ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے آمین۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات کی اشاعت کا کام

اس سلسلہ میں آپ نے مکتوبات احمدیہ کی ۶ جلدیں شائع فرمائیں جو دس نمبروں پر مشتمل ہیں تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱- مکتوبات احمدیہ جلد اول۔ مکتوبات بنام میر عباس علی شاہ لودھیانوی شائع کردہ ۲۹ دسمبر ۱۹۰۸ء۔
۲- مکتوبات احمدیہ جلد دوم
۳- مکتوبات احمدیہ جلد سوم
۴- مکتوبات احمدیہ جلد چہارم
۵- مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر اول مکتوبات بنام حضرت سیٹھ عبدالرحمان صاحب مدراسی ۱۰ دسمبر ۱۹۱۵ء۔

مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر دوم مکتوبات بنام حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ اس میں ۴۶ خطوط ہیں۔

مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر سوم مکتوبات بنام حضرت چوہدری رستم علی خاں صاحب

مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم مکتوبات بنام حضرت نواب محمد علی خاں صاحبؓ

مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر پنجم مکتوبات مختلف احباب کے نام۔

۶- مکتوبات احمدیہ جلد ششم (یہ دسواں نمبر ہے) اس میں حسب ذیل اشخاص کے نام کے خطوط ہیں۔

۱- حاجی ولی اللہ صاحب ۲- مولوی نور محمد صاحب ۳- امام الدین فاتح کتاب المبین۔ ۴- مولوی سلطان محمود صاحب - ۵- مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی - ۶- مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی - ۷- حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار - ۸- بابو الٰہی بخش صاحب ۹- منشی عبدالقادر صاحب بیدل - ۱۰- قاضی نذر حسین ایڈیٹر قلقل - ۱۱- ایک مشہور درسگاہ کے صاحبزادے کے نام - ۱۲- بانس بریلی کے ایک مسلمان کے خط کا جواب ۱۳- مولوی غلام دستگیر قصوری - ۱۴- مولوی محمد بشیر سہوانی ثم بھوپالوی - ۱۵- اہل اسلام لودھیانہ و لاہور کا خط علمائے مخالفین کے نام - ۱۶ نقل عبارت اقرار نامہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام - ۱۷- مولوی رشید احمد گنگوہی - ۱۸- مولوی عبدالحق غزنوی صاحب۔

اس طرح چھ جلدیں دس نمبروں پر مشتمل شائع ہوئیں۔

(نوٹ) مکتوبات احمدیہ جلد ہفتم حصہ اول کے نام سے ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے نے حضور کے مکتوبات شائع فرمائے ہیں۔ جو ۵۸۴ صفحات پر مشتمل ہیں۔ یہ خطوط ۱۸۹۲ء سے ۱۹۰۸ء تک کے اکاون مکتوبات پر مشتمل ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں ڈاکٹر سید ظہور اللہ احمد صاحب حیدرآبادی اور مولوی میر محمد سعید صاحب حیدرآبادی اور مولوی سید بشارت احمد صاحب ایڈووکیٹ کے نام منظوری بیعت کی تحریرات بھی شامل ہیں۔

دیگر تالیفات کا کام

دیگر تالیفات کا کام بھی کافی ہے مگر حضرت عرفانی صاحبؓ نے ایک جگہ یہ تحریر فرمایا ہے کہ

میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے ارشاد مبارک کی تعمیل میں حسب ذیل کام انجام دیا تھا مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ شائع بھی ہوئے ہیں یا نہیں کام یہ ہے۔

(۱) غایۃ المرام مصنفہ قاضی سلیمان صاحب پٹیالوی کا جواب۔
(۲) فوز الکبیر کا اردو ترجمہ
(۳) بخاری شریف کے کچھ پاروں کا ترجمہ اور نوٹس
(۴) صرف و نحو پر ایک مکمل رسالہ

(نوٹ) دیگر تالیفات کے سلسلہ میں انشاء اللہ بعد تحقیقات مکمل تفصیل دی جا سکے گی۔

اخبارات اور رسائل

اخبارات اور رسائل کے کام کے متعلق تفصیل کا اظہار مشکل کام ہے۔ مگر اجمالاً تحریر ہے حضرت عرفانی صاحبؓ نے "الحکم"، "نساء"، "وفادار" اخبارات نکالے اور رسالے "احمدی خاتون"، "تادیب النساء" جاری فرمائے۔ مصر سے حضرت عرفانی صاحبؓ کی تحریک پر مکرم محترم محمود احمد صاحب عرفانی نے "اسلامی دنیا" جاری فرمایا تھا۔

الحکم اخبار الحکم کا رجسٹر نمبر ۱۲۸ تھا اس کے موسس و ایڈیٹر اول حضرت شیخ یعقوب علی تراب احمدی الکبیر الاسدی تھے۔

اس کا دور ۱۸۹۷ء سے آغاز ہوا۔ اور ۱۹۵۴ء تک مسلسل چلا۔ درمیان میں ۱۹۲۵ء سے ۱۹۲۷ء تک بوجہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضؓ کے دورہ یورپ و سیاحت بلاد اسلامیہ اس کا التوار رہا اور درمیان میں بھی کبھی کبھی۔ اس کی آخری جلد ۵۷ ویں تھی۔ دور ثانی میں مکرم محترم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی فرزند اکبر حضرت عرفانی الاسدیؓ کو کام کرنے کا موقعہ ملا۔ دور ثالث میں مکرم محمد سلیمان صاحب خالد عرفانی نبیرہ عرفانی الکبیر اور جمیلہ پروین صاحبہ ادیب فاضل بنت محمود احمد صاحب عرفانی کو بحیثیت معین مدیر کام کرنے کا موقعہ ملا۔ دور ثالث کا جلد اول اور سلسلہ نمبر کے حساب سے دور قدیم کی جلد ۵۳ تھی۔ اس دور کا آغاز ۷ مئی ۱۹۵۱ء سے ہوا جس کی تاریخ مطابقت ۳۰ رجب ۱۳۷۰ھ سے ہوتی ہے اس کا آخری پرچہ الحکم سلسلہ قدیم جلد ۵۷ مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۵۴ء ہے اور سلسلہ نمبر ۱۳ جون کا پرچہ ۱۴ ہوا۔

رانچی میں نکاح کی ایک مبارک تقریب اور تبلیغی جلسہ

رانچی ۱۲ جنوری ۱۹۵۸ء محترم جناب سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ و چیف ایڈیٹر اخبار دی سینٹینل رانچی کے صاحبزادہ سید فاروق احمد صاحب کا نکاح محترم جناب ڈپٹی مولوی محمد ایوب صاحب بھاگلپوری کی چھوٹی صاحبزادی عزیزہ آصفہ نوشین کے ساتھ بعوض مبلغ پانچ ہزار روپیہ مہر ڈپٹی صاحب موصوف کے سٹاف کوارٹر بنگلہ میں مکرم محترم مولانا مولوی محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ سلسلہ نے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین اور سلسلہ کے لئے ہر طرح مبارک اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین ۔

اس موقعہ پر دونوں مخلص و معزز حضرات کی طرف سے چھوٹا ناگپور اور رانچی کے مسلم و غیر مسلم اعلیٰ افسران سرکاری اور معزز شرفاء شہر کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ محترم مولانا صاحب نے موقعہ کے مناسب جو خطبہ پڑھا وہ علاوہ عام نصائح کے تبلیغی اور تربیتی امور پر بھی مشتمل تھا۔ چنانچہ سامعین کرام نے اسے بہت پسند کیا اور دلچسپی سے سنا۔ بعض ایسے حاضرین جنہیں احمدیت اور اسلام سے زیادہ واقفیت نہ تھی محترم مولوی صاحب کے انداز بیان و تبحر علمی سے بہت متاثر ہوئے ۔

بعد ازاں مکرم ڈپٹی مولوی محمد ایوب صاحب کی طرف سے تمام مہمانوں کے لئے ایک پر تکلف دعوت کا اہتمام کیا گیا۔

تبلیغی جلسہ

رانچی ۱۴ جنوری ۱۹۵۸ء بعد نماز مغرب محترم جناب سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ کے بنگلہ میں ایک تبلیغی جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں غیر احمدی معززین کی ایک کافی تعداد نے شرکت کی۔ محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک اپنے مخصوص انداز سے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کے ایمان افروز چیدہ چیدہ واقعات پوری شرح و بسط سے بیان فرمائے ۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے مسلمانانِ عالم خصوصاً بلاد عربیہ کے مسلمانوں میں روحانیت کے فقدان کا ذکر فرمایا اور بلاد عربیہ میں اپنے سابقہ تبلیغی واقعات بیان کرتے ہوئے ان علاقوں کے مسلمانوں کے قابل رحم اور عبرت انگیز حالات بھی بیان کئے۔ بالآخر صداقت احمدیت پر روشنی ڈالتے ہوئے مسئلہ ختم نبوت کی وضاحت کرتے ہوئے آیت خاتم النبیین کی لطیف تفسیر بیان کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افضلیت اور عظمت شان کو ظاہر کیا۔

تقریر کے بعد بعض حاضرین کی طرف سے سوالات دریافت کرنے پر آپ نے تسلی بخش جواب دیئے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اور اس طرح یہ مبارک تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار سید صمصام الدین احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم آشیانہ رانچی ۔

تنگرپا میں تبلیغی جلسہ (بقیہ صفحہ ۵)

ملک ہندوستان آزاد ہونے سے قبل گاندھی جی اسی میدان میں آئے اور بغیر توپ گولے کے اُس طاقتور حکومت سے آزادی حاصل کی یعین اسی زمانہ میں بھارت کی سرزمین قادیان کی بستی میں خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کی اصلاح کیلئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو بھیجا تا اُس کے ذریعہ سے بھارت کی روحانی تہذیب کی شہرت دنیا کے کناروں تک پہونچ جائے۔ اس لئے ہم اہل ہند پر آزادی حاصل کرنے کے بعد بڑی ذمہ داری عائد ہوگئی ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ ایک دوسرے کا تعاون کرکے ہم اس فرقہ شناسی کا ثبوت دیں۔ موجودہ خوفناک جنگوں کی تیاریوں کے وقت صرف شانتی شانتی کا ڈھنڈورہ کام نہیں دیگا۔ جبتک عمل کے میدان میں کچھ نہ کیا۔ آپ نے گیتا سے بتایا کہ جو شخص موجودہ اوتار کی ہدایت پر کاربند نہ ہوگا وہ ان مصیبتوں سے بچ نہیں سکتا ان سے نجات حاصل کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ اُس کی ہدایت پر عمل کریں جس طرح موعود اوتار

[illegible]

حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے فرمایا ہے سہ

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

موجودہ دنیا میں کوئی ایسا شخص بتلایا جاوے جو یہ کہتا ہو کہ مجھے خدا تعالیٰ سے تعلق حاصل ہے۔ دینی مذہب مذہب کہلانے کے لائق ہے جو خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کراوے ورنہ مذہبی کہلانے سے کیا فائدہ۔ آؤ موجودہ اوتار حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی ہدایت پر عمل کرو خود محسوس کرو گے کہ خدا ہے اور اُس کی باتیں سنو گے کہ وہ خدا زندہ ہے اور اپنے بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اُن کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو دنیا کا کارخانہ ہی باطل اور مذہب کا سلسلہ ہی بے فائدہ ہو جائے۔ جملہ سامعین نے مکرم مولوی صاحب کی تقریر کو پورے غور سے سنا اور بہت متاثر ہوئے۔ اس کے بعد مولوی سید فضل عمر صاحب نے مذہب کی موجودہ حالت پر مختصر تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ در حقیقت تقریریں جو ابھی مولوی صاحب نے بیان کیں وہ بہت مفید اور عمل کے

مذہب کی طرف توجہ دے رہے ہیں۔ صدارتی تقریر کے بعد مولوی سید غلام امام صاحب نے جماعت احمدیہ کرڈاپلی کی طرف سے عوام اور اساتذہ و طلباء کا شکریہ ادا کیا۔ جلسہ کی تیاری کے سلسلہ میں مکرم محمد صدیق صاحب سیکرٹری مال اور مکرم شیخ عبد الغفور صاحب سیکرٹری تبلیغ و سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ کرڈاپلی نے بھی امداد دی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ خاکسار شیخ قمر علی صدر جماعت احمدیہ کرڈاپلی اڑیسہ ۔

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (بزبان ہندی) کے بارہ میں ایک ضروری اعلان

احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیرت آنحضرت صلعم ہندی کے مسودہ پر نظر ثانی مکمل ہو چکی ہے۔ اور اب یہ مسودہ پریس میں دینے کے لئے بالکل تیار ہے۔ لیکن جب یہ مسودہ اخراجات طباعت کا اندازہ لگانے کے لئے دہلی کے ایک پریس میں بھجوایا گیا تو معلوم ہوا کہ اس کی تین ہزار کی تعداد میں طباعت پر چار ہزار روپے خرچ ہوں گے۔ اور پھر اس کی اشاعت پر بھی تقریباً ایک ہزار روپے خرچ ہوں گے۔ یاد رہے کہ یہ کتاب درسی کتابی سائز کے چار سو صفحات سے زائد پر مشتمل ہو گی۔

اب صورت حال یہ ہے کہ نظارت کے پاس سابقہ تحریکوں کے نتیجہ میں اب تک صرف -/۱۶۰۰ (سولہ سو) روپیہ جمع ہوا ہے۔ اور ضرورت ہے پانچ ہزار (۵۰۰۰) روپیہ کی۔ اور جب تک -/۵۰۰۰ جمع نہ ہو جائے۔ یہ مبارک تحریک سرے نہیں چڑھ سکتی۔ ادھر وقت کا تقاضا ہے کہ یہ کتاب جلد از جلد شائع کر دی جائے۔ تاکہ آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات کے بارہ میں ہمارے غیر مسلم بھائیوں کے دلوں میں جو شکوک و شبہات ہیں وہ دور ہو سکیں اور وہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چہرہ اس کتاب کے اندر دیکھ سکیں۔

پس یہ ایک نہایت مبارک تحریک ہے اور آنحضرت صلعم کی روح مبارک ہماری جماعت کے مخلصین کو ارشاد فرما رہی ہے کہ اس مبارک تحریک کی تکمیل کے لئے اپنی جیبوں کو کھول دو۔ تم اپنے بچوں کی شادیوں اور خوشی کی تقریبوں پر ہزاروں روپے پانی کی طرح بہا دیتے ہو۔ کیا تم ایک مقدس ہستی کے بارہ میں لوگوں کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے دس یا پانچ ہزار روپے کی ضرورت میں اپنا حصہ نہ ڈالو گے؟

پس میں مخلصین جماعت سے خواہ وہ غریب ہوں یا امیر یہ زور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے محبوب و مقدس مطاع رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی اشاعت کے نیک کام کے لئے اور آپ سے محبت کے دعووں کو عملی صورت دینے کے لئے مالی قربانی کریں اور جو شخص ایک روپیہ دے سکتا ہے وہ ایک روپیہ دے۔ جو سو روپیہ دے سکتا ہے وہ سو روپیہ دے اور جو ہزار روپیہ دے سکتا ہے وہ ہزار روپیہ دے تاکہ یہ کام جلد از جلد مکمل ہو۔ اور آپ کے لئے جنت میں محل بنانے کا باعث ہو۔

اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب کو اس نیک تحریک میں حصہ لینے کی توفیق بخشے۔

خاکسار مرزا وسیم احمد
ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

نوٹ:۔ ایسی جملہ رقوم نظارت ہذا کی امانت "ن" میں محاسب صاحب قادیان کے نام ارسال فرمائی جائیں ۔

اضافہ وصیّت

مکرم شیخ احمد صاحب درویش ولد غلام محمد صاحب ساکن قادیان موصی ہیں انہوں نے حال ہی میں اپنی وصیت میں اضافہ کیا ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔
سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

منکہ شیخ احمد ولد غلام محمد صاحب مرحوم قوم موہیال ذات پیشہ درویش عمر قریباً ۵۷ سال ساکن حلقہ مسجد مبارک محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب انڈیا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ر دسمبر ۱۹۵۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میں نے وسط ۱۹۴۸ء میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ہوئی ہے اور میری وصیت کا نمبر ۱۰۹۰۱ ہے اور اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ اس میں میں نے اپنے ملکیتی مکان واقعہ محلہ احمدیہ قادیان کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ہوئی ہے کیونکہ میری جائداد صرف یہی مکان ہے۔

چونکہ میں اس وقت قادیان میں بطور درویش مقیم ہوں۔ اور میرا کوئی وارث ہندوستان میں نہیں ہے۔ میں اپنی اس وصیت میں ترمیم کرتے ہوئے اپنے اس سارے مذکورہ ملکیتی مکان کو بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ہبہ کرتا ہوں۔ نیز وصیت کرتا ہوں کہ آج سے میرے اس سارے مکان کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اور میری وفات کے بعد میری دیگر تمام منقولہ جائیداد کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ میں یہ چند حروف لکھ دیتا ہوں کہ سند رہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

کاتب الحروف قریشی عطاء الرحمٰن دار المسیح قادیان۔

العبد دستخط شیخ احمد موصی گواہ شد محمود احمد عارف درویش ولد بشیر محمد قادیان
گواہ شد حکیم عبد الرحیم بقلم خود۔

نکاح

۔ رانچی ۶ر جنوری ۱۹۵۸ء محترم سید فاروق احمد صاحب ابن مکرم خان بہادر سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ رانچی کا نکاح محترمہ آصفہ بیگم صاحبہ بنت مکرم مولوی محمد ایوب صاحب۔ ایس۔ ڈی۔ ایم رانچی کے ساتھ قرار پایا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے مبارک کرے۔ آمین۔

خان بہادر سید محی الدین احمد صاحب صوبہ بہار کی تاریخ احمدیت میں اپنی بے لوث خدمات سلسلہ اور قربانیوں کی وجہ سے ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔

اسی طرح مکرم و محترم مولوی محمد ایوب صاحب کے والد محترم حضرت مولوی اختر علی صاحب علیہ الرحمۃ جن کی وفات ۱۹۵۰ء میں ہوئی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہیں۔ نہایت مخیر، نیک دل اور سلسلہ کی خدمت کے لئے فدائیت کا رنگ اپنے اندر رکھتے تھے آج بھی آپ کے احسانات کو بھاگلپور کے غیر مسلم اور غیر احمدی دوست یاد کرتے ہیں۔ جس سے آپ کی عظیم شخصیت کا پتہ چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد کو بھی بے شمار دینی اور دنیوی انعامات سے نوازا ہے

حضرت مولوی حسن علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں اپنے متبعین علماء کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔ صوبہ بہار بلکہ ہندوستان بھر میں ایک منفرد و جید عالم تھے۔ اور جنہوں نے تبلیغی اور تربیتی نقطۂ نگاہ سے سارے ہندوستان کا دورہ کیا جس کی وجہ سے مسلمانوں میں ایک عام بیداری پیدا ہوئی اور شاہ ابوالمظفر کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے اسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ بزرگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہو گئے۔ اور صوبہ بہار کے سب سے پہلے احمدی اور سب سے پہلے صحابی ہونے کا شرف حاصل کیا۔

بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں خاندانوں کو زیادہ سے زیادہ دینی اور دنیاوی انعامات عطا فرمادے اور اس رشتہ کو جانبین اور سلسلہ کے لئے بابرکت بنا دے۔ آمین۔
خاکسار عبد الحق مبلغ جماعت احمدیہ بھاگلپور۔

بدر میں کچھ نہ کچھ رقم ضرور بھجوا دیا کریں۔ یہ امر یقیناً اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا موجب ہوگا۔

ناظر بیت المال قادیان

کسی قسم کا چندہ زکوٰۃ کا قائمقام نہیں ہو سکتا

اکثر صاحب نصاب احباب فریضہ زکوٰۃ کی اہمیت کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کی ادائیگی میں لاپرواہی سے کام لیتے ہیں۔ حالانکہ زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ اور اس کی ادائیگی میں کوتاہی اسی طرح قابل مواخذہ ہے جس طرح کہ تارک الصلوٰۃ۔

زکوٰۃ مومن کے مال کو پاک کرتی ہے۔ اور اس کے ادا کرنے سے صرف روحانی بیماریوں سے ہی شفا یابی نہیں ہوتی بلکہ جسمانی اور ظاہری تکالیف اور مصائب سے بچنے اور نجات پانے کا بھی یہ ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ آیات قرآنیہ سے واضح ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے اموال میں کمی نہیں آتی۔ بلکہ اس کے ادا کرنے سے مومن کے مال میں برکت ڈالی جاتی ہے۔ بعض احباب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے عائد کردہ لازمی چندہ جات کو غلط فہمی سے زکوٰۃ کا قائمقام خیال کر کے اپنے آپ کو زکوٰۃ کی فرضیت سے سبکدوش سمجھتے ہیں۔ مگر دوستوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ کوئی اور لازمی یا طوعی چندہ زکوٰۃ کا قائمقام تصور نہیں ہو سکتا۔ اگر ہمارے دوست اور ہماری بہنیں اپنا اپنا محاسبہ کریں۔ تو متعدد گھر ایسے ہوں گے جنہوں نے عرصہ سے زکوٰۃ ادا نہیں کی۔ اپنے آپ کو صاحب نصاب پائیں گے۔

لہذا اس اعلان کے ذریعہ جملہ احباب کو بالعموم اور جماعتوں کے عہدیداران کو بالخصوص توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ وہ زکوٰۃ کی اہمیت کو احباب جماعت پر واضح کریں۔ اور سیکرٹریان مال دوسرے فرض چندوں کے ساتھ باقاعدہ طور پر صاحب نصاب احباب کی فہرست مع رقم زکوٰۃ اور تاریخ واجب سے نظارت بیت المال صدر انجمن احمدیہ قادیان کو مطلع فرمادیں۔ تا صاحب نصاب احباب کا ریکارڈ کر کے مرکز کی طرف سے براہ راست بھی بروقت ادائیگی کے لئے توجہ دلائی جا سکے۔

نیز جن احباب پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہے۔ ان سے جلد وصولی کا انتظام کر کے رقم مرکز میں بھجوا دیں۔
ناظر بیت المال قادیان

امتحان کتاب حقیقی اسلام

دفتر ہذا کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ مورخہ ۹ر فروری بروز اتوار کتاب "حقیقی اسلام" مصنفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا امتحان ہو گا۔ لیکن افسوس ہے کہ مجالس خدام الاحمدیہ ہندوستان نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی اور صرف چند جماعتوں کی طرف سے امتحان میں شامل ہونے والے افراد کی فہرست موصول ہوئی ہے اسلئے بوجہ مجبوری امتحان کی تاریخ بدل دی جاتی ہے۔ اور امتحان اب ۲۳ر فروری ۱۹۵۸ء کو ہوگا۔ جملہ مجالس خدام الاحمدیہ ہندوستان مطلع رہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ خدام کو اس امتحان میں شامل کریں اور شامل ہونے والے خدام کی فہرست جلد از جلد دفتر ہذا میں ارسال کریں تاکہ پرچہ جات سوالات بھجوائے جا سکیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔
نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ اخبار بدر ۲۸ر جنوری ۱۹۵۸ء میں ختم ہے

- ۱۲۳۴ مکرمی آر۔ احمد صاحب کلکتہ ۲۸ر جنوری ۱۹۵۸ء
- ۱۲۳۶ مکرمہ نبیہ یوسف صاحبہ اہلیہ منظور احمد صاحب گوہاٹی ؍؍
- ۱۲۴۰ مکرمی رسول بخش صاحب باکر بہار ؍؍
- ۱۲۴۵ ؍؍ میر عبد الجلیل صاحب فیمنی سدلی گھٹہ بنگلور سیور ؍؍
- ۱۴۹۵ مکرمہ شوکت جہاں بیگم صاحبہ پورب سرائے مونگیر بہار ؍؍
- ۱۵۰۹ مکرمی نور الدین صاحب وکیل شور اپور دکن ؍؍
- ۱۵۱۰ ؍؍ شریف خان صاحب حاجی کیرنگ اڑیسہ ؍؍
- ۱۵۱۸ ؍؍ اے آر چوہدری صاحب کمپالا یوگنڈا افریقہ ؍؍
- ۱۵۲۰ ؍؍ شیخ صالح محمد صاحب احمدی ممباسہ۔ افریقہ ؍؍
- ۱۴۲۲ ؍؍ ماسٹر قمر علی احمد صاحب سمبل پور اڑیسہ ؍؍
- ۱۴۳۹ ؍؍ مولوی غلام محمود علی صاحب سنکر پور اڑیسہ ؍؍
- ۱۴۷۸ ؍؍ محمد عارف خان صاحب کلکتہ ؍؍
- ۱۴۱۲ ؍؍ مستری محمد یوسف صاحب کھدڑہ یوپی ؍؍
- ۱۹۲۵ مکرمی ماسٹر غلام رسول صاحب شوپیاں کشمیر ۲۸ر جنوری ۱۹۵۸ء
- ۱۲۸۸ ؍؍ انچارج صاحب انجمن احمدیہ دہلی
- ۱۵۸۲ ؍؍ ایس۔ این جمیل احمد صاحب مالتی بہار ؍؍

شکرانہ فنڈ

انسان کا خاصہ ہے کہ وہ مختلف خوشی کی تقاریب پر مثلاً نکاح پر، شادی پر، بچہ کی پیدائش پر، مکان کی تعمیر پر، امتحان میں کامیابی پر اور اسی طرح غموں سے نجات پانے اور حادثات سے محفوظ رہنے کے مواقع پر اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانہ کے طور پر کچھ نہ کچھ نذرانہ پیش کرتا ہے۔
احباب کو چاہیئے کہ ایسے واقعات پر ناظر بیت المال صاحب قادیان کے نام "شکرانہ فنڈ" کی مد...

قادیان میں جشن جمہوریت کی تقریب

(بقیہ صفحہ ۱ نمبر ۱)

سمجھتا ہے۔ اور اپنی طاقت کے مطابق ہمیشہ اسی کے لئے کوشاں رہتا ہے۔

آپ کی تقریر کو حاضرین نے بہت پسند کیا آخر میں جناب سردار گرنچھ سنگھ صاحب باجوہ نے بھی صدارتی تقریر کرتے ہوئے اس قومی تہوار کو پورے اہتمام اور خاص جوش وخروش سے منانے کی طرف توجہ دلائی۔ اور بتایا کہ ہر مذہب میں الگ الگ تہوار ہیں جو اسی مذہب کے ماننے والوں کی دلچسپی کا باعث ہوتے ہیں اور چونکہ بھارت میں مختلف مذاہب کے افراد بستے ہیں۔ اس لئے ہمارا یہ تہوار ان سب مختلف المذاہب کو جمع کرتا ہے۔ اس لئے اس کی اہمیت کو سمجھنا اور اُس کے تقاضوں کو پورا کرنا ہر بھارت واسی کا فرض ہے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے جناب باجوہ صاحب نے اناج کی کمی کو دور کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے جہاں زمینداروں کو خوب محنت کر کے زیادہ سے زیادہ اناج پیدا کرنے کی تلقین کی۔ وہاں آپ نے تمام بھارت واسیوں کو اناج کے بچانے کی طرف بھی توجہ دلائی۔

آخر میں جناب پریتم سنگھ صاحب بھاٹیہ جنرل سیکرٹری کانگرس کمیٹی قادیان نے جملہ حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

میونسپل کمیٹی میں جشن جمہوریت

غلہ منڈی کی تقریب سے فراغت کے بعد جملہ احمدی احباب میونسپل کمیٹی کی تقریب میں شامل ہوئے جہاں مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے نے جماعت کی نمائندگی میں تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں مغربی ممالک کی متعدد مثالیں دے کر اس بات کو عام فہم رنگ میں واضح کیا کہ آزاد ملک کے آزاد شہری کیسے بلند کردار کے ہوتے ہیں اور بتایا کہ ایسے ہی بلند اخلاق پیدا کرنے کی ہر بھارت واسی کو کوشش کرنی چاہیئے۔

اس تقریب کی صدارت جناب باوا ہرکشن سنگھ صاحب پرنسپل سکھ نیشنل کالج کر رہے تھے۔ آپ نے اپنی صدارتی تقریر میں آزادی کو قائم رکھنے کے چند قیمتی اصولوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ ہر شخص کے دل میں اُس کی اپنے ملک سے محبت کا جذبہ جیتا جاگتا ہونا چاہیئے۔ کہ جذبہ کی آگ ہمیشہ ہی ہمارے اندر روشن رہے۔ آپ نے باہمی اتفاق کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بتایا کہ جس قوم کے اندر اتفاق نہیں باوجود انقلاب اور حالات کے وہ قوم کسی صورت میں بچ نہیں سکتی پس اگر ہمارے ملک کے افراد بھی اگر مختلف پارٹیوں میں بٹ گئے۔ تو یہ چیز ہماری آزادی کے لئے خطرہ کا باعث ہوگی۔ اس لئے ہمیں اتفاق سے رہنا سیکھنا چاہیئے۔ آپ نے بتایا کہ ہر بات ضروری نہیں کہ دلیل اور انصاف ہی کے نقطہ نظر سے دیکھیں اور اُس پر عمل کیا جائے بلکہ ان خوبیوں کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ بھی قابل تعریف ہے۔ اس لئے اس کے پہلو کو زیادہ غالب رکھنا نہایت ضروری ہے

اس موقعہ پر بھی مختلف گیت اور دوسری تقاریر ہوئیں۔ اس طرح یہ تقریب بھی خوش اسلوبی سے ختم ہوئی۔

مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے ورزشی مقابلے

بعد دوپہر مقامی خدام الاحمدیہ کی طرف سے ورزشی مقابلے ہوئے۔ جیسا کہ رسہ کشی۔ والی بال میچ میں نوجوانوں نے حصہ لیا۔ اس موقعہ پر بزرگان سلسلہ بھی نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے تشریف فرما رہے۔ اور انہیں عطیات سے نوازا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

بعد نماز عشاء احمدیہ ہال بار سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کی طرف سے جمہوریت ہند کی تقریب پر بعض علمی تقاریر ہوئیں۔

خبریں

نئی دہلی ۲۶ر جنوری۔ کل بھارت بھر میں آٹھواں یوم جمہوریہ نہایت تزک و احتشام سے منایا گیا۔ ہر شہر میں قومی پرچم لہرائے گئے رسمی پریڈیں ہوئیں۔ راجدھانی میں راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد نے لاکھوں اشخاص کی پرزور تالیوں کے درمیان مسلح افواج کی شاندار پریڈ کی سلامی لی۔ بری۔ بحری اور ہوائی فوج کے چار ہزار جوان بینڈ کی دھن کے ساتھ سلامی کے چبوترہ کے قریب سے مارچ پاسٹ کرتے ہوئے گزرے۔ بھارتی ہوائی فوج کے ۲۸ جیٹ جہاز بہت نیچے پرواز کرتے ہوئے سلامی کے چبوترہ پر سے گزرے۔ سب سے آخر طوفانی جہاز گذرا جو اپنے پیچھے آسمان میں لال۔ سفید اور ہرا دھواں چھوڑ گیا۔ اس مرتبہ پریڈ کی نمایاں خصوصیت ان دو جیٹ ہوائی جہازوں کی پرواز تھی۔ جنہوں نے ہوا کی رفتار سے بھی تیز اُڑتے ہوئے یکدم ۴۰ ہزار فٹ کی بلندی سے نیچے آ کر سلامی دی۔ لوگ پریڈ اور جلوس دیکھنے کے لئے وجے چوک سے لال قلعہ تک ۵ میل کے راستہ تک لوگوں کے بھاری ہجوم جمع تھے۔ راشٹرپتی کی آمد سے پہلے دو ہیلی کوپٹروں نے بہت نیچے پرواز کر کے راج پتھ پر پھولوں کی پتیاں گرائیں۔ راشٹرپتی بگھی میں بیٹھ کر سلامی کے چبوترہ پر گئے۔ پردھان منتری ایک گھنٹہ پہلے پہنچ گئے تھے انہوں نے راشٹرپتی کا سواگت کیا۔ قومی جھنڈا لہرائے جانے کے فوراً بعد ۳۱ توپوں نے سلامی دی۔

نئی دہلی ۲۷ر جنوری۔ غیر ممالک میں مقیم بھارتی باشندوں اور بھارتی سفارت خانوں نے بھارت کا آٹھواں جشن جمہوریت دھوم دھام سے منایا۔ اس موقعہ پر متعدد ممالک کی طرف سے راشٹرپتی اور پردھان منتری کو مبارکباد کے بھی پیغامات موصول ہوئے۔

نئی دہلی ۲۷ر جنوری۔ پردھان منتری شری نہرو نے آج نیشنل کیڈٹ اور امدادی کیڈٹ کور کی ریلی کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تمام نوجوان بھارتی لڑکوں اور لڑکیوں کو دیش کی خدمت کرنا سیکھنا چاہیئے۔ اور انہیں کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے جس سے ملک کی بدنامی ہوتی ہو۔ انہوں نے کہا ہم سب بھارت کے شہری ہیں۔ اور ہمیں ہمیشہ بھارت کے وقار کو بلند رکھنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ ہمارا ملک بڑا ہے۔ بعض لوگ کبھی کبھی صوبہ بھاشا دھرم کے نام پر ایک دوسرے سے جھگڑنے لگ جاتے ہیں۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ اور خاص طور پر صوبہ بھاشا یا مذہب کی بناء پر جھگڑا اچھا نہیں۔ یہ سارا دیش ہمارا ہے۔ نوجوان اپنے آپ کو تیار کئے بغیر ملک کی خدمت نہیں کر سکتے۔